فقر کا دُنیا میں واحد ترجمان

ماہنامہ

سُلطان الفقر

لاہور پاکستان

فروری 2017ء جمادی الاوّل ۱۴۳۸ھ

آؤ سہیلیو میریو نی، جیں دیکھنا نور اللہ والا
ایہو اسم مبارک چا لکھ سینے، میرے پیر بہادر شاہؒ والا
اللہ ھُو یاھُو جسم اسدا، ایہو نور ہے خاص بارگاہ والا
سلطان محمد عبدالعزیزؒ دا یار نہیں شک، بے شک جانے اسنوں نور ظہور کبریا والا

ھُو



کتاب : ابیاتِ باھُوؒ کامل

تحقیق، ترتیب و شرح: سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ب بِسْــــمِ اللہ اِسم اَللّٰہ دا، ایہہ وِی گہناں بھارا ھُو
نال شفاعت سرورِ عالمؐ، چھُٹسی عالم سارا ھُو
حدوں بے حد درود نبیؐ نوں، جیندا ایڈ پسارا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں ملیا نبیؐ سوہارا ھُو

لغت:

دا	کا	ایڈ	اتنا۔اس قدر
ایہہ	یہ	پسارا	وسعت،عظمت
وِی	بھی	تنہاں توں	ان پر
گہناں	زیور	جنہاں	جن کو
نال	ساتھ	ملیا	ملا
چھُٹسی	نجات پائے گا	سوہارا	صاحبِ عظمت و برکت ورحمت
جیندا	جس کا		

بِسْـمِ اللّٰـہ میں ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' پوشیدہ ہے اور یہ وہ بھاری امانت ہے روزِ ازل جس کو اٹھانے میں انسان کے سوا ہر شے اور مخلوق نے عاجزی ظاہر کر دی تھی اور یہ امانت ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے نصیب ہوئی ہے۔ روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے ہی تمام عالم کو نجات حاصل ہوگی اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بے حد و بے حساب درود و سلام بھیجنا چاہیے کہ ہم ایسے صاحبِ عظمت، صاحبِ برکت اور صاحبِ رحمت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے عظیم المرتبت نبی ہیں کہ ''فقر'' کی عظیم نعمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے ہی نصیب ہوئی ہے۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّی

(الحدیث)

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے

فقر کا دُنیا میں واحد ترجمان

ماہنامہ سُلطان الفقر لاہور پاکستان

شمارہ نمبر 07 | فروری 2017ء | جمادی الاول ۱۴۳۸ھ | جلد نمبر 11

مقامِ اشاعت اور پتہ برائے خط و کتابت

خانقاہ سلسلہ سروری قادری

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A-ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ

ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Tel: +92 42-35436600

Cell: +92 322-4722766

sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

ہماری درج ذیل ویب سائٹس ملاحظہ فرمائیں:

www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
www.khadimsultanulfaqr.com
www.tehreek-dawat-e-faqr.com
www.sultan-ul-faqr.com
www.sultan-ul-faqr.tv
www.mahnama-sultan-ul-faqr-lahore.com
www.sultan-ul-faqr-digital-productions.com

زرِتعاون

فی شمارہ 40 روپے | سالانہ چندہ 480 روپے

اس جریدے میں قرآنی آیات اور احادیث کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے تاہم اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو سہواً ہوگی اور اس کی نشاندہی پر ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔ ادارہ کا مضمون اور مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

پبلیشر ناصر حمید سروری قادری نے سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور کے زیرِ اہتمام آر۔ٹی۔ پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر سلطان الفقر ہاؤس 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو لوگ ہماری طرف آنے کی جد وجہد اور کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔ (پ۲۱، سورۃ العنکبوت ۶۹)



فہرس

چیف ایگزیکٹو
محمد مغیث افضل سروری قادری
0300-4737607

چیف ایڈیٹر
محمد اسد خان سروری قادری
0300-8891452

سینئر ایڈیٹر
احسن علی سروری قادری
0321-4151910

ایڈیٹر
محمد راشد سروری قادری
0345-4699975

آرٹ اینڈ ڈیزائن ایڈیٹر
محمد ناصر حمید سروری قادری

سرکولیشن منیجر
محمد راشد گلزار سروری قادری
0322-4722766



حمدِ باری تعالیٰ

حمد کب آدمی کے بس میں ہے
ایک حسرت نفس نفس میں ہے

فکر کیا سوچ کر ہے بال کشا
جس کی پرواز ہی قفس میں ہے

دو جہاں جس کے تابعِ فرماں
کب کسی کی وہ دسترس میں ہے

ہے بقا اس کی ذات کو شایاں
جلوہ فرما وہ پیش و پس میں ہے

اس کی موجِ کرم سے ہی تائبؔ
زیست کی لہر خار و خس میں ہے

حفیظ تائبؔ



نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

خزاں کے مارے ہوئے جانبِ بہار چلے
قرار پانے زمانے کے بے قرار چلے

وہیں پہ تھام لیا ان کو دستِ رحمت نے
نبیؐ کے در کی طرف جب گنہگار چلے

اے تاجدارِ جہاں اے حبیبِؐ ربِ کریم
وہ بھیک دو کہ غریبوں کا کاروبار چلے

ہمارے پاس ہی کیا تھا جو نذر کرتے انہیں
بس ایک دل تھا جسے کر کے ہم نثار چلے

ریاضؔ ان کے کرم سے ہوئی ہے جیت اپنی
وگرنہ بازی تھے ہم زندگی کی ہار چلے

سید ریاضؔ الدین سہروردی

الف اللہ چنبے دی بُوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو

الف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خیالِ خواندن چندیں کتب چرا است ترا
الف بس است اگر فہم ایں ادا است ترا

ترجمہ: تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دُھن کیوں سوار رہتی ہے؟ اگر تُو صاحبِ فہم ہے تو تیرے لئے ''علمِ الف'' (اسم اللہُ ذات) ہی کافی ہے۔ (فرمانِ باھُوؒ)

اسلام کے ساتھ ساتھ جب عقیدہ وحدت الوجود نے ہندوستان میں قدم رکھا تو یہاں کی ناگزیر صحبت نے حقیقتِ مسئلہ میں پورا پورا انقلاب پیدا کر دیا۔ اور بعض مسلمانوں کو اس عظیم انقلاب کا احساس تک نہ ہوا۔ اور آج بھی آپ کو ایسے لوگ مل جائیں گے جو اپنی حرکت وصورت کو مستانی بنا کر وحدت الوجود کے نام سے رات دِن جلوت وخلوت تنہائی، اور مجمع میں گل افشانیاں یا بے معنی گفتگو کرتے رہتے ہیں اور ہر وقت دعوائے الوہیت کے لیے کمر بستہ نظر آتے ہیں۔ ان کی تقریر وتحریر کا کثیر حصہ تو وہ ہوتا ہے جس کو وہ خود نہیں سمجھتے اور جتنا سمجھ کر کہتے ہیں وہ اتحاد الوجود کا مجسمہ بت ہوتا ہے۔ وحدت الوجود اور اتحاد الوجود میں وہی فرق ہے جو اللہ اور معبودانِ مشرکین، توحید وشرک اور حق وباطل میں فرق ہے...... وحدت اس یکتائی کا نام ہے جس کو دوئی سے لگاؤ نہیں اور اتحاد اس نسبت کا نام ہے جو جانبین کے درمیان ہو، اس میں ہر جانب کا مستقل وجود درکار ہے اور دوئی سے چارہ کار نہیں ہے...... اسلامی تصوف اور مشرکانہ جوگ اور رہبانیت کا حدِ فاصل یہی مسئلہ ہے...... اسلام وحدت کی تعلیم دیتا ہے اور شرک اتحاد کا درس دیتا ہے۔ کوتاہ نظروں نے حقیقت کو نہ دیکھا اور دو گناہوں میں سے ایک کے مرتکب ہوگئے، کوئی وحدت کے نام سے اتحاد پر آرہا اور کوئی اتحاد کے نام سے وحدت کا منکر ہوگیا...... ان اغلاط و تغلیط کا علاج اکابر قوم نے بہت کچھ کیا اور بہت کچھ کامیابی حاصل کی جن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا زیادہ حصہ ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اہلِ زمانہ وحدت کو اتحاد کا لباس پہنا رہے ہیں اور اسلام کی بجائے شرک پسندی بڑھتی جاتی ہے اور اس کی اصلاح کی صورت صرف اتنی ہے کہ وہ حقیقت جس کے لیے لفظ وحدت الوجود وضع کیا گیا دوسرے لفظ مثلاً شہود سے ظاہر کیا جائے اور وحدت الوجود کا لفظ متروک ہو جائے...... آپ کے مکتوبات کو نظرِ غائر سے دیکھو تو وہ ساری حقیقتیں پاؤ گے جن کا تمام تر سبب نادانوں کی اتحاد پرستی ہے اور جس کی اصلاح آپ کے ذمہ تھی۔ یہی زمانہ جب سے توحیدِ رسمی والوں نے اتحاد کا اعلان کر دیا اور یہ سمجھ کر کہ وحدت الوجود کا لفظ ہمیشہ اہلِ حق کے عقیدہ میں مذکور ہوتا چلا آیا ہے اور اپنے مقصد اتحاد کو اس کی حقیقت خیال کر کے مجدد صاحبؒ پر طعنہ زن بھی ہوئے۔ تم اگر دیکھو کہ کوئی وقت و بے وقت رات دِن خلوت جلوت میں ''وحدت الوجود'' کے نام سے زبان چلاتا رہتا ہے اور خوبی حالت سے در کنار، کامل پابندی شریعت اور تقویٰ میں خام ہے تو سمجھ لو کہ اس کے پاس توحید نہیں بلکہ توحیدِ شرکی یعنی اتحادِ وجود ہی کا سرمایہ ہے اور اگر دیکھو کہ کسی میں وجد وحال کا غلبہ ہے اور وہ شریعت اسلامیہ کا پورا پورا پابند ہے، ایک ایک سنت پر بلکہ مستحب پر مداوم ہے، اس پر چند ساعت کے لیے ایسی نورانی حالت وکیفیت طاری ہوتی ہے جو مرتبہ ''وحدت الوجود'' کا تقاضا ہے تو اس کو اس حالت کی بناء پر وجودی صوفی سمجھو۔ اس وجود وشہود کی لفظی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہلِ علم کی ایک جماعت نے عقیدۂ توحید میں توحیدِ علمی کو منتہائے ترقی قرار دیا اور توحیدِ حالی جو اصلی وحدت الوجود ہے اس کو صرف ایک خوشگوار لفاظی سمجھ بیٹھے۔ اور درحقیقت اتحادیوں نے لفظ وحدت الوجود کو اس قدر بدنام کر دیا کہ اس کو لوگ خوفناک باور کرنے لگے، لیکن حق پسندوں کا گروہ نہ لفظوں سے سروکار رکھتا ہے نہ معنوں میں تحریف کرتا ہے اور اس کا پورا ایمان ہے کہ توحید کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ توحیدِ ایمانی جس کو ہر خاص وعام جانتا مانتا ہے۔ ۲۔ توحیدِ علمی کہ ذوقِ توحید کا مقدمہ ہے اور خوب ہے۔ ۳۔ توحیدِ رسمی جو بدنام کنندہ نکونامے چند ہے...... ۴۔ توحیدِ حالی جو اس عقیدہ کا آخری اور بہترین درجہ ہے اسی توحید حالی کو وحدت الوجود کہتے ہیں۔ اس کا مقصود حالات وجذبات کو پیدا کرنا ہے اور اس کے لیے الفاظ کا میدان تنگ ہے۔ (علامہ سیّد محمد محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ)

عرس مبارک 26-28 فروری



شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان

پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ

کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

سلسلہ نسب

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ اور حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہٗ کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قبیلہ ایران کے شہر مشہد سے ہجرت کر کے اس وقت کے ہندوستان اور اب پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع راولپنڈی کے قریب آ کر آباد ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب یہ ہے:

سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد فتح علی بن سیّد شاہ شرف بن سیّد کمال شاہ بن سیّد گل شاہ بن سیّد محمد کریم بن سیّد فتح محمد بن سیّد محمد مالی بن سیّد محمد سجاد بن سیّد محمد ملھو بن سیّد حبیب اللہ بن سیّد محمد غالب بن سیّد عبدالرحمٰن بن سیّد محمد یوسف بن سیّد محمد بن سیّد محمد فاروق بن سیّد ریاض الدین بن سیّد شہاب الدین بن سیّد سلطان محمد فخر الدین بن سیّد غیاث الدین بن سیّد ابوالقاسم حسین بن سیّد محمد امیر بن سیّد عبدالرحمٰن بن سیّد محمد ثانی بن سیّد اسحاق ثانی بن سیّد محمد موسیٰ زاہد ابی الحسن بن سیّد شاہ عالم ابی الحسن بن سیّد قاسم علیم بن سیّد محمد اول عبداللہ بن سیّد شاہ اسحاق الموفق بن حضرت امام موسیٰ کاظمؓ بن سیّد امام جعفر صادقؓ بن سیّد امام محمد باقرؓ بن سیّد امام زید بن العابدینؓ بن سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ بن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالبؓ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین راولپنڈی سے ہجرت کر کے پہلے چکوال اور پھر شورکوٹ (ضلع جھنگ) سے شمال مغرب کی جانب قصبہ حسو والی میں آباد ہوئے اور کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سیّد فتح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صوفی منش درویش صفت اور دیندار انسان تھے اور حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور اکثر حاضری کے لیے دربار حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ولادت باسعادت

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق 16۔ اگست 1801ء (5 ربیع الثانی 1216ھ) بروز اتوار بوقتِ فجر قصبہ حسو والی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ ابتدا ہی سے نورِ فقر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ انور سے تاباں تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی نورِ فقر کی وجہ سے اپنے بھائیوں سے علیحدہ اور ممتاز نظر آتے تھے۔

حصول علم ظاہری اور دربار سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر قیام

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سیّد فتح علی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر حاضری کے لیے جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے والد کے ہمراہ ہوتے۔ انہی حاضریوں کے دوران حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی طور پر سیراب فرماتے رہے۔

دین کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دلچسپی اور شوق کو دیکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان کے مشہور عالم دین اور

اپنے مرشد سیّد پیر مولانا محمد عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد آٹھ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر ملتان روانہ ہوئے اور ملتان روانگی سے قبل حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ پاک پر آپ کے ہمراہ حاضری دی اور سات دن دربار شریف پر قیام فرمایا۔ ان سات دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سیّد فتح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کے لیے کرم اور مہربانی کی دعا فرماتے رہے۔ سات دن کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر ملتان پہنچے اور تعلیم کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد پیر مولانا محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا اور خود واپس حسو والی تشریف لے آئے۔ اگلے دن پیر مولانا عبید اللہ شاہ صاحب نے تعلیم و تدریس کے لیے سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ابتدائی قاعدہ رکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ قاعدہ پڑھ کر اپنے استادِ محترم کو سنا دیا۔ پھر پارہ حتیٰ کہ پورا قرآن پاک سنا دیا۔ مولانا نے سمجھا شاید بچہ گھر سے حفظ کر کے آیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے درسِ نظامی کی تعلیم دینی شروع کی مگر یہاں بھی وہی کیفیت تھی۔ مولانا جو کتاب سامنے رکھتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے سے از بر ہوتی اس طرح تقریباً سترہ دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کتب کی تعلیم مکمل کر لی۔ سترہ دن بعد مولانا عبید اللہ شاہ صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو خط لکھا کہ آپ کا بیٹا تعلیم مکمل کر چکا ہے آ کر لے جائیں۔ آپ کے والد پیر سیّد فتح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خط پڑھ کر بہت رنجیدہ ہوئے کہ شاید میرا بیٹا اپنے استاد کے معیار پر پورا نہیں اترا یا اس سے کوئی کوتاہی ہوگئی ہے۔ اسی پریشانی کے عالم میں خط ملتے ہی آپ فوراً ملتان پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے بارے میں جب مولانا صاحب نے آپ کے والد کو بتایا تو وہ بہت حیران ہوئے۔ مولانا صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم سے پوچھا کہ یہ تعلیم اس نے کہاں سے حاصل کی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے بتایا اس سے پہلے ان کو کسی مدرسہ میں داخل نہیں کروایا گیا۔ جب سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جن سات دنوں میں ان کا قیام حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک پر رہا ان دنوں میں حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں علم لدنی عطا فرمایا۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان سے حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر لے آئے۔ حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو خواب میں حکم فرمایا ''آپ اپنے بیٹے کو یہیں ہمارے پاس چھوڑ جائیں ہم اس کے نگہبان ہیں۔'' اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصہ حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر گزارا۔ 8 سال کی عمر یعنی 1809ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار پاک پر آئے اور 1849ء تک تقریباً 40 سال دربار حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ پر رہے۔ 40 سال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے حکم ملا کہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے جائیں اور ہر ماہ پیر کو محفل میں حاضر ہو جایا کریں۔ 1861ء تک معاملات اسی طرح چلتے رہے اور 1861ء میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن دربار پاک پر حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری دستِ بیعت کے لیے شورکوٹ جانے کا حکم ملا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جب 1241ھ (1825ء) میں سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دربار سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ پر پہنچے تو سیّد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف دربار پاک پر موجود تھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 24 سال تھی اور پھر نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اپنے مرشد پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل ہوئی (آپ کی ولادت 1216ھ میں جبکہ آپ کے مرشد پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1242ھ میں ہوئی) بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے مرشد پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرصہ تلقین وارشاد کے دوران دربار پاک پر موجود رہے۔ 1825ء میں جب سکھوں نے دربار پاک پر یورش دوم کی اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تمام اولاد دربار پاک چھوڑ کر مختلف اطراف میں ہجرت کر گئی تو اس دوران بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار پاک پر موجود تھے بلکہ جب دربار پاک قصبہ سمندری (گڑھ مہاراجہ جھنگ) سے 1336ھ میں موجودہ جگہ پر منتقل ہوا تو اس وقت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ

جس کام کا بھی آغاز کرنا ہوتا دربار حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہی کرتے۔ اس خادم کا بھی یہ معمول ہے کہ جو بھی مسئلہ راہِ فقر میں درپیش ہو فوراً سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض پیش کر دیتا ہوں۔ اس خادم کے سلسلہ میں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اور آسانی فرما دی ہے کہ ایک دن یا چند گھنٹوں میں ہی معاملہ حل ہو جاتا ہے۔

فیض اسمِ اَللّٰہُ ذات

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عملی شکل دینے اور ان کے فیضِ سلطانی کو عام کرنے کے لیے پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے انقلابی قدم اٹھائے اور اس سلسلہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سینکڑوں کی تعداد میں سونے کے اسم اَللّٰہُ ذات تیار کروائے۔ ان اسم اَللّٰہُ ذات کی عبارت آپ رحمتہ اللہ علیہ خود رقم فرماتے اور اس پر سونا لگانے کے لیے ملتان میں ایک سنار کے پاس بھیجا کرتے۔ اس طرح سینکڑوں طالبانِ مولیٰ کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نوازا۔ سونے کے اسم اَللّٰہُ ذات تیار کروانے کا سلسلہ پھر دوبارہ میرے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے شروع فرمایا اور اس کے لیے ''حضور پیر صاحب'' کا تیار کردہ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی نمونہ بنایا گیا جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھا۔

ازدواجی زندگی اور اولاد

سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک نکاح فرمایا۔ مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معمولاتِ زندگی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی گھریلو زندگی کو بہت متاثر کیا۔ سسرال والوں کا اصرار تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فقر کا راستہ چھوڑ کر دنیاوی کام کاج اور کاشتکاری کریں۔ اتنے مجاہدے، محنت، ریاضت اور مشقت کے بعد فقر کی جو نعمت حاصل ہوئی تھی اس کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ آخر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے دو راستے رکھے گئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا کہ یا تو آپ مجھے چھوڑ دیں یا پھر وہ راستہ چھوڑ دیں جس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ چل رہے ہیں۔ تب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت سے بیوی کو طلاق دے دی اور دنیا سے مکمل چھٹکارا حاصل کر لیا اور باقی عمر تجرد میں گزاری۔ اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حسن و جمال اور لباس

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 132 سال 6 ماہ اور گیارہ دن کی ایک عمر پائی لیکن زندگی کے آخری لمحہ تک آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حسن و جمال میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نورِ حق سے روشن اور تاباں تھا۔ سر مبارک بڑا، بینی مبارک بلند، قد درمیانہ تھا لیکن جب لوگوں میں کھڑے ہوتے تو سب سے دراز قد معلوم ہوتے، داڑھی مبارک کو درمیان سے اس طرح کنگھی کرتے کہ بال دونوں اطراف میں اس طرح مڑ جاتے کہ لِلّٰہ کی صورت بن جاتی۔ مونچھیں بڑی اور آخر میں داڑھی مبارک سے مل جاتیں۔ آنکھیں بڑی بڑی اور رے سے بھری ہوئی معلوم ہوتیں۔ سر کے بال کانوں سے نیچے تک رہتے۔ جسم بھرا بھرا تھا۔ ہاتھ کی ہتھیلیاں ریشم کی طرح نرم اور انگلیاں لمبی اور مخروطی تھیں۔ کرتہ اور تہبند استعمال فرماتے کبھی لمبا کوٹ بھی استعمال فرما لیا کرتے۔ دستار عموماً سفید استعمال فرماتے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ایک تصویر موجود ہے جس میں سبز دستار ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سبز دستار بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پاؤں میں کھسہ استعمال فرماتے۔

لباس کے معاملہ میں بہت سادہ مزاج تھے۔ ایک مرتبہ دربار سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے صحن میں بیٹھے اپنے کپڑوں میں پیوند لگا رہے تھے کہ حضور سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پیر صاحب آپ سروری قادری سلسلہ کے فقیر ہیں اور سروری قادری فقیر کو تو شاہی لباس پہننا چاہیے اور نر گھوڑے پر سواری کرنی چاہیے۔ اس فرمان کو سن کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بہترین لباس پہننا شروع فرمایا۔

ہجرت

تکمیلِ تعلیم باطنی کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ حسو والی سے ہجرت فرما کر دیوا سنگھ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان کچھ عرصہ عارضی طور پر مقیم رہے۔ یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ

کے شمس العارفین کے خطی نسخہ سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنا خطی نسخہ ان الفاظ پر ختم فرماتے ہیں: تمام شد شمس العارفین راقم آثم خادم الفقراء بہادر شاہ سلطانی 26 رمضان المبارک سابق متوطن حسّو والی حال خانہ بدوش دیوا سنگھ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان۔"

ترجمہ: یہ کتاب شمس العارفین 26 رمضان شریف کو اختتام پذیر ہوئی اور اس کو لکھنے والا یہ خطا کار جو کہ خادم الفقراء بہادر شاہ سلطانی ہے جس کا وطن پہلے حسّو والی تھا اور اب خانہ بدوشوں کی طرح (عارضی طور پر) دیوا سنگھ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں مقیم ہے۔

لیکن جلد ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ دیوا سنگھ سے ہجرت فرما کر مستقل طور پر موضع فرید محمود کا ٹھیہ (شورکوٹ سے 14 کلومیٹر کے فاصلے پر جھنگ روڈ پر اڈہ قاسم آباد سے مشرق کی جانب 2 کلومیٹر ہے) میں آباد ہو گئے۔ یہ پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے دستِ بیعت ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ہجرت کا نام دیا۔ جس وقت آپ موضع فرید محمود کا ٹھیہ تشریف لائے تو وہاں جہالت عام تھی۔ لوگ دین اور معرفت کے علوم سے بے بہرہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں کے لوگوں کے دلوں میں دین کی شمع روشن کی اور لوگوں کو معرفتِ حق تعالیٰ اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم دی۔ موضع فرید محمود کا ٹھیہ کے قریب جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ڈیرہ لگایا تھا، ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس جگہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے مشن کی بنیاد رکھی۔ یہ جگہ بعد میں "پیر دی بھنیڑی" کے نام سے مشہور ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ازدواجی زندگی سے چھٹکارہ کے بعد اپنی زندگی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ ہر وقت لوگوں کا ایک جمِ غفیر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے گرد جمع رہتا۔ سالکانِ حق اور طالبانِ حق دور دور سے فقر کی دولت حاصل کرنے کیلئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جس کو بھی اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرماتے اسے خود لکھتے اور سونا لگوا کر عطا فرماتے۔ اس کے علاوہ دینِ حق کی تبلیغ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفتِ حق تعالیٰ کی دعوت کے سلسلہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سے سفر کیے، آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سفر زیادہ تر احمد پور شرقیہ بہاولپور (مزار مبارک سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ)، وہاڑی، ملتان، خانیوال اور میاں چنوں کے علاقوں کی طرف ہوا کرتے تھے۔

منتقلی امانتِ الٰہیہ (امانتِ فقر)

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ہی خلیفہ اکبر ہیں جنہیں امانتِ فقر منتقل ہوئی۔ خلیفہ اصغر کوئی نہیں۔ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو بھی زندگی میں ایک ہی ایسا طالب ملا جو دل کا محرم اور مطلوب تھا۔ اس عظیم ہستی کا نام نامی حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ تھا جن کا تعلق حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان سے تھا اور جن کے متعلق سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو پہلے ہی باطنی طور پر آگاہ کر دیا تھا "میری اولاد میں ایک مردِ کامل پیدا ہوگا جو ختنہ شدہ اور ناف بریدہ ہوگا اور آپ کو ہماری امانتِ فقر انہیں منتقل کرنا ہوگی۔" اس مردِ کامل سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کو خزانہ فقر منتقل کرنے سے امانتِ الٰہیہ دوبارہ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی نسل میں واپس آ گئی۔

اس لیے سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سلطان محمد عبد العزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

پھُلا وے گلاب دیا
تینوں سانبھ سانبھ رکھاں
میرے ماہیے دے باغ دیا

سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے 13۔ مارچ 1932ء (6۔ ذیقعد 1350ھ) بروز اتوار بعد نمازِ عشاء سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک 21 سال تھی۔

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کے واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے! "میرے حضور (سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ) بغداد شریف جا کر حضرت غوث

الاعظم ؓ کی اولاد کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے۔ایک دفعہ پیر بہادر علی شاہ ؒ دربار حضرت سخی سلطان باھو ؒ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز ؒ بعد نمازِ عشاء دربار حضرت سخی سلطان باھو ؒ پر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ ظاہری دستِ بیعت حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کی اولاد پاک سے کروں اس لیے آپ ؒ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد شریف جا کر دستِ بیعت کا فرض ادا کر آؤں۔اس پر حضرت سلطان العارفین ؒ مزارِ مبارک سے باہر تشریف لائے اور اپنے دائیں ہاتھ سے حضرت سلطان محمد عبدالعزیز ؒ کی دائیں کلائی پکڑ لی اور فرمایا کہ آپ بغداد شریف چلے جائیں یا مدینہ شریف تشریف لے جائیں ہوگا وہی جس کا فیصلہ بہت پہلے ہو چکا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس پر مہر لگا چکے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کی بیعت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب (ؒ) کے ہاتھ پر ہوگی اور اس فیصلے پر حضور غوث الاعظم ؓ بھی اپنی مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں لہٰذا ابھی اور اسی وقت آپ کی دستِ بیعت سلطان پیر محمد بہادر علی شاہ (ؒ) سے کرائی جاتی ہے۔ساتھ ہی حضرت سلطان العارفین ؒ نے حضور پیر صاحب کو آواز دی کہ پیر صاحب جلدی تشریف لے آئیں آپ کا شکار ہم نے پکڑ رکھا ہے۔حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو مزار مبارک کے باہر تشریف فرما تھے تجدیدِ وضو کیلئے تالاب کی طرف لپکے تو حضرت سلطان العارفین ؒ نے فرمایا ''پیر صاحب آپ کا وضو تو ازل سے قائم چلا آرہا ہے آپ تیمّم فرمالیں'' چنانچہ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب ؒ تیمّم فرما کر فوراً تشریف لے آئے حضرت سلطان العارفین ؒ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ؒ کا ہاتھ سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب ؒ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا ''پیر صاحب آپ انہیں دستِ بیعت فرمائیں'' حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب نے عرض کی ''حضور آپ کی اولاد ہے آپؒ خود ہی انہیں دستِ بیعت فرمائیں'' حضرت سلطان العارفین ؒ نے پھر فرمایا ''پیر صاحب آپ انہیں دستِ بیعت فرمائیں'' اسی طرح جب تیسری بار حضرت سلطان العارفین ؒ نے حکم فرمایا تو حضرت سلطان پیر بہادر علی شاہ صاحب ؒ نے سلطان محمد عبدالعزیز صاحب ؒ کو دستِ بیعت فرمالیا۔

13۔ مارچ 1932ء سے 27فروری 1934ء تک یعنی اپنے مرشد کے وصال تک سلطان محمد عبدالعزیز ؒ نے تمام وقت اپنے مرشد شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ صاحب ؒ کی رفاقت میں گزارا۔

کرامات

یوں تو سلسلہ سروری قادری میں کرامات کو حیض و نفاس کا درجہ دیا جاتا ہے اس لئے سروری قادری عارفین سے بہت کم کرامات کا ظہور ہوتا ہے لیکن بعض اوقات کرامات عارفین سے ظاہر ہو ہی جاتی ہیں، یہ اُن کی مرضی یا نفسی خواہش نہیں ہوتی بلکہ من جانب اللہ ہوتی ہیں۔

❁ ایک دفعہ آپ ؒ ایک مرید کے گھر تشریف لے گئے آپ ؒ کے ساتھ ایک خلیفہ اور دو گھوڑیاں تھیں۔مرید بڑا غریب تھا اور اس کے پاس گھوڑیوں کی خدمت کے لئے کچھ نہ تھا اس نے آپ ؒ کے حضور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو گھوڑیوں کو باہر لے جا کر جنگلی گھاس پر رسہ باندھ کر چھوڑ دوں۔آپ ؒ نے اجازت دے دی جب واپسی پر وہ گھوڑیوں کو لینے کے لئے اس جگہ گیا جہاں گھوڑیوں کو چھوڑا تھا تو گھوڑیاں اس جگہ موجود نہ تھیں واپس آکر رو رو کر عرض کرنے لگا حضور پیر صاحب دونوں گھوڑیاں چور لے گئے آپ ؒ کا یہ نقصان میری وجہ سے ہوا ہے اور یہ میری بدنصیبی ہے۔آپ ؒ نے اس کو تسلی دی اس کے بعد آپ ؒ اپنے سفر پر روانہ ہوگئے۔آپ ؒ اس کے بعد اس مرید کے حالات دریافت فرماتے رہے۔آپ ؒ کو برابر یہی جواب ملتا کہ وہ مرید اس دکھ کی وجہ سے بہت روتا ہے۔پھر آپ ؒ تین سال بعد اس مرید کے گھر دوبارہ تشریف لے گئے آپ ؒ نے پوچھا تو کیوں روتا رہتا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ ؒ کا نقصان میری بدنصیبی کی وجہ سے ہوا ہے اس لیے روتا ہوں۔حضور پیر

صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا! ذرا باہر جا اور اسی جگہ پر جا کر گھوڑیوں کو دیکھ۔ وہ مرید باہر گیا اور جا کر دیکھا تو اسی جگہ اُسی کھیت میں گھوڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ جب وہ خوشی خوشی گھوڑیوں کو لے کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''جا اسی تڑپ اور مرشد سے محبت کی وجہ سے تمہیں نواز دیا ہے۔''

۞ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ایک آدمی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ مہربانی فرمائیں کہ خواب میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کروں گا اور کل تمہیں بتاؤں گا۔ وہ شخص اگلے دِن پھر حاضر ہو گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا درخواست منظور ہو گئی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مکان کو خوب پاکیزہ اور معطّر رکھو۔ وہ شخص چلا گیا اور اگلے دن آ کر عرض کی کہ حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ مجھے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں عرض پیش کروں گا تم کل آنا۔ اگلے دِن وہ شخص پھر آیا اور کہا کہ مجھے تو آج بھی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تھے لیکن تیرے مکان میں حقے اور تمباکو کی بو پھیلی ہوئی تھی پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص سے سوال کیا کہ کیا تم حقہ پیتے ہو؟ اس نے بتایا جناب میں تو حقہ نہیں پیتا البتہ اس دِن میرے گھر میں کچھ مہمان آئے تھے وہ حقہ پیتے رہے اور حقے کا پانی گرا کر حقہ تازہ بھی کرتے رہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی پلیدی کی وجہ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف نہیں لائے۔ اس کے بعد اس شخص نے مکان کی صفائی کروائی اور خوشبویات کا اہتمام کیا تو اس رات اُس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے ختم شریف کے موقع پر اعلان فرماتے کہ جو اس محفل میں حقہ یا تمباکو پینے والے ہیں وہ باہر چلے جائیں تا کہ ختم شریف شروع کیا جا سکے کیونکہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر کے باب نہم میں فرماتے ہیں: ہر کہ کشد تمباکو دود رسم کفاراں یہود نیز بمراتبِ نمرود۔ ترجمہ: جو آدمی تمباکو کا دھواں (کسی بھی طریقہ سے) پیتا ہے وہ رسم کفار و یہود ادا کرتا ہے اور وہ مراتب نمرود پر ہے۔

۞ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دِل کے محرم حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید لالہ احمد خان پٹھان جو کڑی خیسور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا رہنے والا تھا' نے ایک دفعہ حضور پیر صاحب کی بارگاہ میں عرض کی کہ ہماری ایک خاندان سے دشمنی ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ مہربانی فرما کر صلح کروا دیں۔ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ جائیں اور ان دونوں گروہوں میں صلح کروا دیں۔ حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دونوں خاندانوں کو اکٹھا بٹھا کر صلح کروا دی۔ مگر کچھ دنوں بعد جب حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے، پیر صاحب نے اُن کو جگایا اور فرمایا کہ مخالف خاندان نے صلح نہیں مانی اور تمہارے مرید پر گولیاں چلا دیں مگر ان گولیوں کو ہم نے ہاتھ میں پکڑ لیا ہے۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مٹھی کھول کر وہ گولیاں حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر دیں۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ
تیر جستہ باز گرداند زِ راہ

ترجمہ: اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے وہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس موڑ لیتے ہیں۔

۞ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے تمام مریدین طالبِ مولیٰ تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ صرف طالبانِ مولیٰ پر ہی مہربانی فرماتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جس پر مہربانی فرما کر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز کھولتے وہ دیدارِ الٰہی میں اس قدر گم ہو جاتا کہ ظاہری حواس معطل ہو جاتے۔ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مطلوب اور محرمِ راز حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ جن کو بعد میں امانتِ فقر منتقل ہوئی، رات کو ڈیرہ کے نزدیک والی چھوٹی نہر پر وضو کرنے گئے اور جب وضو کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالا تو پانی انتہائی گرم تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت حیران ہوئے اور اسی حیرانی کے عالم میں پانی کے بہاؤ کی طرف چل پڑے کہ دیکھیں ماجرا کیا ہے؟ دور جا کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ

حضور پیر صاحب ؒ کا ایک خلیفہ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں مستغرق پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھا ہے۔ آپ ؒ نے دیکھا کہ جہاں وہ خلیفہ پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھا تھا اس سے پیچھے آنے والا پانی ٹھنڈا تھا اور اس کے پاؤں سے ٹکرا کر گزرنے والا پانی گرم تھا۔ یہی کیفیت لنگر والوں کی ہوتی تھی کہ وہ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں اتنے محو اور غرق ہو جاتے کہ روٹیاں اور سالن جل جاتا تھا پھر یہی جلی ہوئی روٹیاں اور سالن حضور پیر صاحب ؒ کو تناول فرمانا پڑتا۔ بالآخر ایک دن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو ؒ نے پیر صاحب ؒ کو حکم فرمایا کہ آپ ؒ جلی ہوئی روٹیاں کھاتے ہیں تو ہمیں تکلیف ہوتی ہے اس لئے آپ ؒ سالکین پر حسبِ برداشت مہربانی فرمائیں اور سالک کی برداشت اور وسعت کے مطابق اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز منکشف کریں ورنہ تمام کی حالت مجذوبی ہو جائے گی۔ ہاں جب آپ ؒ کے مریدوں پر نزع کا عالم طاری ہو تو اس وقت جتنا چاہیں اسمِ اَللّٰہُ ذات کھول دیں اور جتنا چاہیں نواز دیں۔

عارفانہ کلام

آپ ؒ نے سالکینِ حق کے لئے ابیات اور منقبتیں بھی لکھیں۔ سلسلہ سروری قادری میں آپ ؒ کے ابیات اور منقبتیں بہت مقبول ہیں۔ اس عاجز اور خادم نے اپنے مرشدِ پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ کے حکم پر آپ ؒ کی زندگی میں ہی حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ ؒ کی شاعری کو ’’گلدستہ ابیات و مناجات شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان محمد بہادر علی شاہ ؒ‘‘ کے نام سے جمع کر کے اس وقت مکتبہ العارفین کے زیرِ اہتمام شائع کیا جب مکتبہ العارفین اس خادم اور عاجز کی زیرِ نگرانی کام کر رہا تھا۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی کیونکہ اس سے پہلے آپ ؒ کی شاعری سینہ بہ سینہ خواص تک محدود تھی۔ یہ کتاب ایک سرقہ نویس اور چور ایم۔اے۔شاکر (راجن پور) پیش لفظ اور کلام کی نقل کے ساتھ ہو بہو ’عارفانہ کلیات‘ کلام شہبازِ عارفاں حضرت سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ ؒ‘ حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز ؒ اور سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ‘‘ کے عنوان سے بڑی ڈھٹائی سے مسلسل العارفین پبلیکیشنز سے شائع کروا رہا ہے۔ اس خادم اور عاجز کو مکتبہ العارفین سے علیحدہ کیئے جانے کے بعد اب اس عاجز کی زیرِ نگرانی ’’سلطان الفقر پبلیکیشنز‘‘ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ اس کتاب کو ایک نئے انداز سے یہ ادارہ عنقریب دوبارہ شائع کر رہا ہے۔

ایک اردو دُعا کے علاوہ آپ ؒ کا سارا کلام پنجابی اور سرائیکی میں ہے اور باطنی اور روحانی منازل طے کرنے والوں کے لئے مینارۂ نور ہے۔ آپ ؒ کی شاعری تخیل و تصور نہیں بلکہ حقیقت اور کلامِ حق ہے آپ ؒ کا اندازِ بیان سیدھا اور سادہ ہے۔ آپ ؒ نے سی حرفی کے علاوہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ، حضرت سخی سلطان باھُو ؒ، اور اپنے مرشد حضرت سیّد پیر محمد عبدالغفور شاہ ؒ اور سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ ؒ کی شان میں منقبتیں بھی لکھی ہیں۔ آپ ؒ کی شاعری اللہ تعالیٰ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق و محبت، تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشدِ کامل اکمل سے محبت و عشق کے گرد گھومتی ہے۔ آپ ؒ کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ ؒ نے انتہائی مفصل مضمون کو صرف ایک بیت میں بند کر دیا ہے۔ آپ ؒ کے ایک بیت کا ترجمہ کرنے کیلئے پورا ایک مضمون تحریر کرنا پڑتا ہے۔

❁ آپ ؒ نے اردو میں جو ایک دُعا لکھی وہ یہ ہے:

پاک کر ظلماتِ عصیاں سے الٰہی دل میرا
کر منور نورِ عرفاں سے الٰہی دل میرا
آ پڑا ہوں در تیرے پر ہر طرف سے ہوں ملول
کیجیو یہ عرض میری اپنی رحمت سے قبول
کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے
کر مشرف مجھ کو تو دیدارِ پُر انوار سے
آپڑا ہوں در تیرے پر میں گنہگار و اثیم
فضل کر مجھ پر الٰہی انت ذوالفضل العظیم

کر میرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور
دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور
کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے میری
اور منوّر چشم کر روئے محمدؐ سے میری
دل سے پردۂ ہستی موہوم کا معدوم کر
اور حیاتِ ابدی عطا یا حیؔ یا قیوم کر

❁ غوثِ اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ کی شان میں آپ ؒ فرماتے ہیں:

بنام اللہ سنو فریاد یا محبوبِ سبحانیؓ
کرو ہر دم مہربانی اے محی الدین جیلانیؓ

توں ہیں مشہور و معروفی
دیہو مقصود موقوفی
کھلن احوال مکشوفی
وکھایو رمز نورانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوبِ سبحانیؓ

تینوں چُنیا رسولؐ اللہ
تو سہرا ہیں ولی اللہ
کھلایو اسم ذات اللہ
کرو چا دور حیرانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوبِ سبحانیؓ

خدا قدرت دتی تینوں
نوازش چا کریں جینوں
دیو حق الیقین مینوں
ونجن خطرات گردانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوبِ سبحانیؓ

غوثِ اعظم ہیں توں بغدادی
کرو ویران کوں آبادی
لین سب داد فریادی
کرو جئیں دل قدم رانی
بنام اللہ سنو فریاد یا محبوبِ سبحانیؓ

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی بارگاہ میں آپ عرض گزار ہیں اس منقبت کے گیارہ بند ہیں:

سبحان اللہ سلطان صاحبؒ دا محل مقدس وادی
''ھُو'' اللہ تے یاھُو دی ہے سَدا ندا منادی
وجدانی عرفانی دی واہ اس جا کل آبادی
فیض رسانی دا ہے قبلہ روز ازل دا ہادی
بخشے لکھ ہا گنج الٰہی خاص جمعیت شاہ دی
اکسیر نظر تے قُلزم رحمت تعریف اس راہنما دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

ملازم دفتر دا فرمایا ذات سخی سلطانیؒ
شرف الفاظ لحاظ ہووے میں گرچہ پُر عصیانی
فاجر فاسق فرض کیتا پُر عیب خطا نفسانی
شان فیاض کرم سلطانیؒ ہے بے حد بے پایانی
خطا معاف فرمایا ہادی دے پردہ نور نورانی
اے غم خانہ کاشانہ کرُ نال مبدّل شادی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

طوق غلامی دا گل تیرا روزِ ازل دا پایا
نام تیرے دا فخر کریندیاں گزر زمانہ آیا
فیض تے کرم حضور انور دا صدہا بار آزمایا
آخر وقت وفا فرماؤ جو وعدہ فرمایا
سلطان بہادر شاہؒ تے کریو مدِنظر دا سایہ
خِلعت خاص عطا ہووے ہر ویلے غور لقا دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

آپ ؒ نے حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی شان میں ایک سی حرفی ''الف سے لے کر ی'' تک لکھی اس سی حرفی میں 30 ابیات ہیں جن میں سے تین ابیات درج ذیل ہیں:

الف: آستاں سلطانؒ ہے بابِ امان' یا مطلق ہے کوہِ طور پیارے
آکھ رب ارنی کن سوف ترانی' یا صفت جمال اے نور پیارے
ہوا وَ ہوس ہے ڈھوڑ بھائی' جاروب دِلا ضرور پیارے
طلسم دا قسم سلطان بہادر شاہؒ تاں نور ویکھیں مستور پیارے

الف: اللہ نوں اپنا کر لیسیں' سخی سلطانؒ تینوں جے منظور کیتا
ایہہ نور محمدیؐ ہَیٔ نور اللہ، جس نور باھوؒ ظہور کیتا
اسم پاک باھوؒ اَللّٰہُ ھُوْ یَاھُو، ذکر پاک محمدؐ نور کیتا
سلطان بہادر شاہؒ جس پکایا ورد باھوؒ اس نوں نور خدا ضرور کیتا

ت: تصور اصل یَاھُو ہے' بَاھُوؒ مشہور مشہود میاں
اسماء حسنیٰ نوں ویکھ بھائی، ہے اوہ ہادی اسم موجود میاں
مسجود عُشاق ملائک دا' حق باھوؒ معبود میاں
اس دے منکر نوں شیطان جانیں، یا مردود مَطرُود میاں

سلطان التارکین حضرت سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے امانتِ فقر منتقل ہوئی اور حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے خزانہ فقر کے وارث بنے، کی شان میں فیض کے لئے درخواست گزار نظر آتے ہیں یہ منقبت 10 بندوں پر مشتمل ہے اور ہر بند میں چار اشعار ہیں۔

حمد الٰہی ہر دم ہووے شامل جاودانی
لا محدود درود نبیؐ نوں ہر ویلے ورد زبانی
آلؓ، اصحابؓ رسولؐ اللہ تے ہے رحمت رحمانی
حضرت پیر پیارا ربّ دا مظہر فیض ربانی
منور سارا عالم نوروں شمس صحیح فیضانی
سلطان الفقر فیاض دو عالم ہو محبوب سبحانیؒ
علمِ جمال اعلیٰ فرمایوس فیض باھو سلطانیؒ
تریاق مزار حضور انور دا زہر ونجے نفسانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

عمر تمام خراب ہوئی جناب گناہ وچالے
پا جھاتی اسماء صفاتی دور ہوون سب کالے
حقیقتِ حق تحقیق ہووے بھی کنہہ کن ابھالے
دے موج وکھاؤ اُوج سخی کر دو جگ مالا مالے
نہ ویکھیں حالت میری نام تیرا لج پالے
توں امواج ہے بحرِ کرم دا والا منصب اعلے
کرم اپنے دا دان عطا کر قبلہ دوہیں جہانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

سامان لیاون سالک تیرے نیکی تے بھلائی
اس بندے گندے مندے تیرے ضائع عمر ونجائی
آس افضال تساڈے دی ہک آہم جھولی پائی
محویت ہاویت ہووے مطلق بخش خدائی
حساب نہ زیبا بادشاہاں ادنیٰ نال گدائی
غلام کمینہ دیرینہ ہے حاضر سیس نوائی
استغراق ہووے توحیدی حالت خاص عرفانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

صبح تے شام ہک نام تساڈا لیندیاں عمر گذاراں
اسم مبارک اعظم تیرا اندر باغ بہاراں
باجھ تیرے نہیں ساجھ کائی سر تیرے توں واراں
کر کرم تے دل نوں گرم کر عشق لئے ہن ساراں
غیر دی سیر ونجاؤ دل توں نور ہووے انواراں
ہادی مست الست کرو ہک حرف بلیٰ پکاراں
تاثیر اسم اَللّٰہُ دل وچ پا ہووے قبول سوال زبانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

عطا تاثیر بخشو جو بے انداز خزانہ
دریا فضل دا جاری ہووے بے حد بیکرانہ
عام تے خاص اٹھاون فائدہ، عالَم مرد زنانہ
دنیا دے خطرے چھوڑ ونجن تے چھوڑے نفس آشیانہ
وقت مرن دے حاضر ہوویں رہے حیران زمانہ
زندہ قبر ایمان سلامت فیض کریں شاہانہ

یا حضرت اس عاجز دی آ آپ کریں قل خوانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

قبض تے بُسط ونجاوَ ہووے استغراق مدامی
ہر ویلے تینوں حاضر ویکھاں پوے قبول غلامی
بہرہ مند فنا فی الشیخوں ذوقوں رہاں سلامی
بنا محقق عارف قبلہ تاں جاوے ناکامی
افعال اقوال ہک حال ہوون الہامی تے اعلامی
کر پختہ آوند یا خداوند باقی رہے نہ خامی
ممتاز مفخر کر یا مرشدؒ دے خِلعت شاہانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

سبحان اللہ یاد آوے اکثر فیض کرم سلطانیؒ
ہک دم طے طریقت ہووے کھلے راز نہانی
کشف حقیقت نور نظارے مطلق عین عیانی
فرعون بنایا ناگاہ مینوں صحبت بدّھ امانی
دے کر دان ولاون ناہیں شیوہ شان شاہانی
اجڑی جھوک وسا یا قبلہ دے حالت وجدانی
محاق مثال ضیا خورشیدی بخشو ضو نورانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

کیا پرواہ اس نوں جس داتوں ہوویں پیر مکمل ہادی
موسیٰ وانگ وکھائیں ہر دم خاص مقدس وادی
فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ فرمائش کر کے طرف خدا منادی
دے جمال خوشحال کرو کر دشمن دور فسادی
تیرے سوریاں غم جاون تے ظاہر ہووے شادی
ذلیل علیل جلیل ہوئے سر پا کر چھاں ہما دی
ذری نوں خورشید بنا نفسانی نوں نورانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

کر روشن سینہ بے کینہ گنجینہ دے الٰہی
اطہر اشہر ہووے جگ وچ نام تیرے دی شاہی
فرما درخشاں فیض اویسی ماہ کولوں تا ماہی
قائم اسم اَللّٰهُ دا کرؒ فرمائیو ہر دم ہمراہی
تاثیر تصرف بخشو حضرت بے حد لاانتہاہی
طالب نوں انوار دسیون جاوے دور سیاہی
عُمادی حالت ہووے صادر سبحانی ما اعظم شانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

حق یقین عطا ہووے تے استعداد خدا دی
باجھ یقین نہیں کجھ حاصل ہے سب ظلمت وادی
عین یقین نصیب کرو جو چال اخص فقرا دی
توں ہوویں میں نہ ہوواں جاوے بُو ہوا دی
یا مرشد وقت آخیر ہویا ہے غالب نفس عنادی
لِلّٰہ غور کرو دے غیر کولوں آزادی
سلطان سیّد محمد بہادر شاہؒ تسلی کر نت فضل ہوسی سلطانی
سلطان سخی عبداللہ شاہؒ دی واہ واہ فیض رسانی

☆☆☆☆☆

آپؒ نے اپنے مرشد حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ صاحبؒ کی شان میں بھی دو منقبتیں لکھیں ان دونوں منقبتوں کا ایک ایک مصرعہ آپؒ کے اپنے مرشد سے عشق کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے:-

واہ پیر محمد رمز بتائی
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی
نَحْنُ اَقْرَب دی سمجھ آئی
فِیْ اَنْفُسِکُمْ تشریح سنائی
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا ویکھ اس نوں ہر جائی
اسماء صفات اندھارا جائی
واہ پیر محمد رمز بتائی
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی
فرمایوس رکھ نگاہ ادب نوں

میرے پایاں لبھسیں ربّ نوں	میں وچ میں نہ رہ گئی کائی
مدِنظر رکھ حِلم غضب نوں	مرشد شاہ ہے کون و مکاں دا
میں موصوف صفات خدائی	آمر امر ہے کن فکاں دا
واہ پیر محمد رمز بتائی	حافظ مالک ہے سود زیاں دا
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی	دم بدم میرے غم مٹائی
جلال جمال اوصاف ہن میرے	واہ پیر محمد رمز بتائی
خطا معاف کریساں تیرے	میں وچ میں نہ رہ گئی کائی
میتھوں بھلا پرے پریرے	تیرا رتبہ ہے محبوبی
ربّ دی اس نوں خبر نہ کائی	فرمائیں طالب نوں مطلوبی
واہ پیر محمد رمز بتائی	قبلہ مثل تساڈی خوبی
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی	سنی نہ ویکھی وچ لوکائی
عمل ارشاد بموجب کیتا	واہ پیر محمد رمز بتائی
فضلوں جام محبت پیتا	میں وچ میں نہ رہ گئی کائی
راہ اغیار دا سارا سیتا	مُڈ شریف ہے مُڈ پرم دا
علم لدُنی کھلا بھائی	جیں پیتا اے جام کرم دا
واہ پیر محمد رمز بتائی	واقف ہویا کنہہ قِدم دا
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی	نظر آیا راہ تسلیم رضائی
فنا فقر دا راہ سکھایا	واہ پیر محمد رمز بتائی
نفس خلاف طریق بتایا	میں وچ میں نہ رہ گئی کائی
مضمون ہدایت کلی پایا	بشریت دے وچ عبد سدائے
غیروں دتی پیر جدائی	بخشش وقت غفور اکھائے
واہ پیر محمد رمز بتائی	جد لامکانی رتبہ پائے
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی	پیر محمد نام دھرائے
صفات حجاب ہن ذات خدا تے	واہ پیر محمد رمز بتائی
بھل جاون بے مرشد باتے	میں وچ میں نہ رہ گئی کائی
جنہاں پیر صحیح کر جاتے	اکھ بنوا جاہل بے چارا
دور حجاب صفات اسمائی	تاں ویکھیں ایہہ نور نظارا
واہ پیر محمد رمز بتائی	صفاتی ہے یا ذاتی چمکارا

دیکھے کون بجز بینائی
واہ پیر محمد رمز بتائی
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی

ڈُ شریف ہے خاص مدینہ
جیں روشن کیتا نوروں سینہ
نہ رہیا کبر ہوا تے کینہ
رخصت ہوئی علت غائی
واہ پیر محمد رمز بتائی
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی

سلطان بہادر شاہ مرشد ہے صفت خدا دی
بن آیا صورت خاص ہُما دی
خلقت طالب بوم ہوا دی
در پیر دے رہ نت سیس نوائی
واہ پیر محمد رمز بتائی
میں وچ میں نہ رہ گئی کائی

☆☆☆☆☆☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان ایک اور منقبت میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ڈُ شریف نشان رحمٰن دا
مسجود ملائک جن اِنسان دا
دشمن نفس اخبث شیطان دا
ہے مظہر انوار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

فیاضِ جہان محبوبِ الٰہی
روشن فیض از ماہ تا ماہی
علوی سفلی نامتناہی
پاون فیض جو ہن ہشیار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

ذرہ بے مقدار کمینہ
طالب اوّل دیر دیرینہ
توں صاحب اوصاف مدینہ
دے فضلوں چمکار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

مل سوہنا مینوں گل لا کے
دستور سوابق دیوچہ آکے
غم الم تمام ونجا کے
کر سینہ پُر انوار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

دے لباس مکمل نوری
فقر اخص دا خاص ضروری
دور ہووے مہجوری دوری
اغیار نہ رہے، دسیوے یار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

تیں میں دے وچ فرق نہ کوئی
دم دم نال کریں دلجوئی
ضرورت دعا منگن دی ہوئی
ھل من مزید ہویا نروار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

اصلی حالت توں ہیں توں ہیں
اس منزل توں پہنچن سو ہیں
توں بے شبہ بیخوں ہیں
ستار تے غفار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

میں گدا تو شاہ حقیقی
جس پایا او صاحب تحقیقی
ایہ یقین ہویا تصدیقی

فضل تیرا درکار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

بن فضلوں تیرے گل گمراہی
غیر تساڈا گل سیاہی
تو مطلق ہیں گل نُور الٰہی

تیرا رہے پیار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

کدیں لباسِ رسالت پایا
حضرت آدمؑ نوحؑ ہو آیا
کدیں خلیلؑ نُچا تے آیا

سبھ تیرے ادوار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

مُد شریف ہے راہ منظوری
ہر دی حاجت ہووے پوری
نال یقین رہے معموری

ہے شیوہ ابرار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

بہادر شاہؒ جیں پیر پچھاتا
اُس خدا نوں صحیح کر جاتا
پورا ولی ولی سنجاتا

پا جھاتی ہو اظہار پیر محمد سائیں
ہے مخزن اسرار پیر محمد سائیں

☆☆☆☆☆☆

آپ ﷫ نے اپنے مرشد حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب ﷫ کی شان میں ایک سی حرفی بھی لکھی جو ''الف سے ی'' تک کل تیس ابیات پر مشتمل ہے۔ پڑھیں اور آپ ﷫ کے اپنے مرشد سے عشق کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں:-

الف: آ میاں میرے دوستا' میرے پیر دَا نور ظہور ویکھو
موضع مُد مشہور خبیث آہا، اج مُد شریف دا نور ویکھو
ظاہر عام نوں فیض دوا دا ای، باطن صادقاں دا کوہ طور ویکھو
سلطان بہادر شاہؒ دریا ہے بخشش صحیح' صورت عبد تے معنے غفور ویکھو

☆☆☆

الف: اللہ دی خبر نہ بھلیاں نوں' بُھلے پیر توں ربّ توں بھل گئے
رفیق بناں طریق ناہیں، اوجھڑ جنگل دے وچ رُل گئے
ہویا علم حجاب کبیر اکبر، تولے نفس ہوا دے تل گئے
سلطان بہادر شاہؒ جنہاں پیر پا لیا' آ ہے جز تے ہو اوہ کُل گئے

☆☆☆

ب: بس بھائی بے دس ناہیں، مینوں پیر دی تُس بے وس کیتا
اللہ بس سکھایا جناب مینوں، باقی غیر معلوم ہوس کیتا
سرمہ پیر دے پیراں دی خاک پائی، مصحف خاص مزار دامس کیتا
سلطان بہادر شاہؒ جداں اکھ تیز ہوئی' دیدار خدا دا بس کیتا

☆☆☆

ت: تار توار الست والی' سوہنے پیر دتی تعلیم مینوں
آیا کلمہ بلیٰ دا یاد بھائی' تسلیم ہوئی تعظیم مینوں
صورت عبد آداب سکھا دتے' ہادی ہو کے ربّ کریم مینوں
سلطان بہادر شاہؒ ہوئے دکھ دور سارے' جد پیر کیتی تفہیم مینوں

☆☆☆

ث: ثابت صدق یقین سیتی' جیہڑے پیر دے آ مرید ہوئے
انہاں نَحۡنُ اَقۡرَب پہچان لیا' اوہ ماہر حَبۡلِ الۡوَرِیۡد ہوئے
فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡن 'اوہ صاحب شان مزید ہوئے
سلطان بہادر شاہؒ قدیر ہے پیر بیلی' بے سمجھاں دے فکر بعید ہوئے

☆☆☆

ج: جاہل جیندا پیشوا ہووے' اوہ کتھوں محمدؐ دا شان جانے
صدیق تصدیق تحقیق کیتا' جیہڑا مَنۡ رَاٰنِی عیان جانے
جیں اللہ ہادی پہچان لیا' اوہ علمہ البیان جانے
سلطان سیّد محمد بہادر شاہؒ پیر توں بھل ناہیں' وسواس قیاس شیطان جانے

ح: حول نہ کر لاحول پڑھیں' جیہڑا پیر کولوں گمراہ کرے
اوہ ہے شکل انسان تے اصل شیطان' تینوں رب توں بے وساہ کرے
صورت آخری ویکھ قرآن والی، خناس خدا پناہ کرے
سلطان بہادر شاہؒ نہ بھلیں' بھلاوٹاں تے اللہ قسمت ظل اِلٰہ کرے

☆☆☆

خ: خوف نہیں طالباں صادقاں نوں' جیندا پیر اکمل دستگیر ہووے
چہرا پیر دا بدرمنیر بھائی، طالب ویکھ کے روشن ضمیر ہووے
پیر پورا کرے تروٹاں ساریاں نوں، ہر امر تے اوہ قدیر ہووے
سلطان سیّد محمد بہادر شاہؒ ویکھے ہر حال تیرے' اوہ علیم، کلیم، بصیر ہووے

☆☆☆

د: دل گولیں جے توں ربّ لوڑیں' اللہ دل اندر ڈیرہ لانوندا ای
ہزار کعبہ کولوں ہک دل بہتر' صوفی فتویٰ علیہ فرمانوندا ای
لَا یَسْعُنِیْ فِیْ الْاَرْضِ وَلَا فِیْ السَّمَاءِ ' ہور کسے نہ جاہ سمانوندا ای
سلطان بہادر شاہؒ مراد ہے دل مرشدؒ ظاہر عارف اللہ کہانوندا ای

☆☆☆

ذ: ذکر تے فکر قبول تداں' دل مرشد دا رابطہ دار ہووے
حضرت عبد الغفور حضور ہووے' اغیار نہ کیوں مسمار ہووے
دم دم دے نال جے پیر ویکھیں' غم دور حاضر ستار ہووے
سلطان بہادر شاہؒ نادان جہان ئے' جنہاں پیر کولوں انکار ہووے

☆☆☆

ر: رضا مند ہونونا ربّ دا ای' جیکر پیر تینوں منظور کیتا
مقبول منظور مردود ہوسیں' مرشد شفقت توں جے تینوں دور کیتا
مرشد سایہ خداوند پاک دا ای' تبدیل لباس ظہور کیتا
سلطان بہادر شاہؒ مسرور مغفور ئے' جنہاں بخش غفار غفور کیتا

☆☆☆

ز: زیان کرے شیطان تنہاں، جیہڑے مرشد نوں بھندے وِسار بیلی
ہوئے غرق طوفان کنعان وانگوں، کیتے نفس خبیث خوار بیلی
صورت پیر دی کشتی امان میاں، ہو سوار نہ رکھ افکار بیلی
سلطان بہادر شاہؒ رفیق تحقیق ہویا، سوہنا ہادی غفور غفار بیلی

☆☆☆

س: سِک جیہڑے تن پیر دی ہے' اوہا سِک خدا قدیر جانے
اوہ راہ عرفان رحمٰن دا ای' اوہ خاص اخص تدبیر جانے
فنا فی الشیخ فنا فی الرسول ہوون' مشہود وجود ستیر جانے
سلطان بہادر شاہؒ ہدایت خاص ایہا' صورت پیر دی جے تصویر جانے

☆☆☆

ش: شک نہیں ہویا پک مینوں' پیر پوج خدا پوجار پیارے
پیر پرست خدا پرست ہوندے' ایہہ عارفاں دے نروار پیارے
پیر پرستی ہے فرض پہلا' پچھے واجب ہے ذکر اذکار پیارے
سلطان بہادر شاہؒ ہے علم گمان جنہاں' اس راہ کولوں بیزار پیارے

☆☆☆

ص: صاف طواف اطراف سارے' صورت پیر دی کعبہ خدا دا ای
پیر منّے تاں ربّ منی گیا' مرشد باجھ پرست ہوا دا ای
پیر بھلیاں نوں ربّ بھل گیا' ایہو راہ گمراہ اغوا دا ای
سلطان بہادر شاہؒ دا راہنما ہویا' پایا خاص طریق صفا دا ای

☆☆☆

ض: ضرورت ناہیں کعبے جانونے دی' حج پیر دی صورت نصیب ہووے
ظلمات وہمات خطرات گئے' خناس دی سد تخریب ہووے
روشن نور ظہور غفور کیتا' وحدت واحد دی تقریب ہووے
سلطان بہادر شاہؒ ہے دلیل خدا ہادی' ایہہ رمز عجیب غریب ہووے

☆☆☆

ط: طلب تینوں جے خدا دی ہے' اوّل مرشد گول کمال میاں
پیر ملیا تے ربّ مل گیا' ایہا مثل ہے بے مثال میاں
اسماء صفات عبارت ہن' توں معنے ویکھ جمال میاں

سلطان بہادر شاہؒ جے ہادی اللہ ویکھیں، ہوویں کامل صاحب حال میاں

☆☆☆

ظ: ظاہر نمود تے باطن وجود وچ، پیر دسے محمود بیلی
تابع امر خداوند پیر دے ہو، تاں ویکھیں ہک معبود بیلی
مرشد ہور تے ربّ نوں ہور ویکھیں، ایہو دود ہویا بے سود بیلی
سلطان بہادر شاہؒ میاں مت ماریاں نوں ہے خالی قیام قعود بیلی

☆☆☆

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فقہی مسلک اور سلسلہ فقر

آپ رحمتہ اللہ علیہ اہلِ سنت والجماعت سے تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پیروکار یعنی حنفی مسلک تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں۔

وصال مبارک

فقر کا یہ ماہتاب، امانتِ فقر سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کرنے کے بعد 27 فروری 1934ء (14 ذیقعد 1352ھ) بروز منگل ظاہری طور پر ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ''پیر دی بھینٹری موضع فرید محمود کاٹھیہ'' میں ہے، جو شورکوٹ جھنگ روڈ پر شورکوٹ سے 13 کلومیٹر پر اڈہ قاسم آباد سے مشرق کی جانب دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک تقریباً حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا عکس ہے۔ ابتدائی طور پر مسجد اور مزار کی تعمیر سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے کروائی۔ مسجد کی بیرونی اور خانقاہ کی اندرونی تزئین و آرائش کا کام مستری لالہ موجاں والا نے سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی شروع کیا۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ 12 اپریل 1981ء کو حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد مزار کی تکمیل سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی۔ بعد میں خانقاہ کی بیرونی تکمیل اور تزئین و آرائش، گنبدوں کی تعمیر اور دربار کے صحن کی توسیع اور تعمیر موجودہ سجادہ نشین سیّد طالب حسین شاہ صاحب کے دور میں شروع ہوئی۔

مزار مبارک کے اندر اور باہر چاروں طرف نور اور رحمت برستی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ طالبانِ حق آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے دوران بے پناہ قلبی سکون محسوس کرتے ہیں اور واضح طور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے فیض سے اپنے قلب کو روشن ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

عرس مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال 25۔26 اور 27 فروری کو منعقد ہوتا ہے۔

سجادہ نشین

حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے تین بھائی تھے۔ حافظ محمد عالم شاہ، فاضل شاہ اور کمال شاہ صاحب۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی فاضل شاہ صاحب لاولد تھے۔ حافظ محمد عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سیّد عبدالقادر شاہ رحمتہ اللہ علیہ پہلے سجادہ نشین ہوئے ان کا مزار آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے پہلو میں ہی ہے۔ ان کے بعد سیّد عبدالقادر شاہ صاحب کے بھتیجے سیّد قاسم علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے ان کا مزار آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ والے کمرے میں ہے اور انہی کے نام سے اڈہ قاسم آباد مشہور ہے اور اب سیّد قاسم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے سیّد طالب حسین شاہ مدظلہ الاقدس سجادہ نشین ہیں۔

(نوٹ: یہ مضمون سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیف مبارکہ ''مجتبیٰ آخر زمانی'' سے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔
شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مکمل عارفانہ کلام کے مطالعہ کے لیے کتاب ''کلام مشائخ سروری قادری'' کا مطالعہ فرمائیں۔)

☆☆☆☆☆

☆ ''پیر صاحب! میرے خزانے[1] کے دفتر کے مالک آپ ہیں۔ آج کے بعد اس روئے زمین پر جس طالبِ مولیٰ کو مولیٰ (اللہ) کا دیدار ہوگا وہ آپ سے ہو کر آئے گا، اب مجھ سے سیدھا دیدارِ الٰہی تک کوئی نہیں جائے گا''۔

یہ وہ الفاظ تھے جو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ سے اُس وقت فرمائے جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کُل خزانہ فقر کا مالک مقرر فرمایا۔ اس قدر عظیم نعمت کی اس باطنی بشارت کے راوی خود سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ سلوک سروری قادری ہے اور حضور پیر بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ اس سلسلہ کے اٹھائیسویں شیخِ کامل ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی وہ شخصیت ہیں جن کے وسیلہ سے امانتِ فقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی اولادِ



سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

شرح کلام

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ

شرح: محمد راشد سروری قادری

پاک میں سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کو واپس لوٹائی گئی اور پھر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ، آپ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ خزانہ فقر حاصل کر کے سلطان الفقر ششم کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ سلسلہ سروری قادری کے اکتیسویں شیخِ کامل سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے اپنی تصنیفِ لطیف ''مجتبیٰ آخر زمانی''، جو کہ مشائخ سروری قادری پر اب تک لکھی گئی اوّلین تصنیف ہے، میں شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ پر ایک مکمل باب مرتب فرمایا جس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے ہر پہلو کو بیان فرمایا ہے۔ ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کی روایات کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہٗ کی اولادِ پاک سے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قبیلہ ایران کے شہر مشہد سے راولپنڈی کے قریب آکر آباد ہوا۔ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ 16 اگست 1801ء بروز اتوار بوقتِ فجر قصبہ حسو والی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے اور 27 فروری 1934ء بروز منگل ''پیر دی بھینڑی موضع فرید محمود کاٹھیہ''، تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں وصال فرمایا۔

---

[1] خزانہ فقر یا امانتِ الٰہیہ کی منتقلی کے لیے

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک عیسوی سال کے لحاظ سے 132 سال ایک مہینہ اور 27 دن ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے ابتدائی چالیس سال (1809ء تا 1849ء) محلِ پاک سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پر گزارے اور تمام علومِ ظاہری و باطنی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بذریعہ علمِ لدّنی عطا فرمائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے محل پاک پر دورانِ قیام فرائض کی انجام دہی اور ظاہری بیعت کے متعلق سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس مجتبیٰ آخر زمانی میں یوں رقمطراز ہیں:

☆ ''8 سال کی عمر یعنی 1809ء میں آپ رحمتہ اللہ علیہ دربار پاک پر آئے اور 1849ء تک تقریباً 40 سال دربار حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پر رہے۔ 40 سال کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ سے حکم ملا کہ اب آپ رحمتہ اللہ علیہ گھر تشریف لے جائیں اور ہر ماہ پیر کو محفل میں حاضر ہو جایا کریں۔ 1861ء تک معاملات اسی طرح چلتے رہے اور 1861ء میں جب آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دن دربار پاک پر حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت[1] کے لئے شورکوٹ جانے کا حکم ملا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دربار حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پر قیام کے دوران مختلف قسم کے فرائض سر انجام دیئے۔ شروع کے بارہ سال آپ رحمتہ اللہ علیہ نے زائرین کے وضو کے لئے پانی بھرنے کی ڈیوٹی سرانجام دی۔ لنگر کی تقسیم، زائرین کو ٹھہرانے اور دربار پاک کی صفائی کی ڈیوٹی بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے طویل عرصہ تک سرانجام دی۔ دربار پاک پر قیام کے دوران آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اہم کارنامہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کے نسخہ جات کی نقل کر کے ان کو محفوظ کرنا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شمس العارفین، گنج الاسرار، کلید التوحید کلاں، کلید التوحید خورد، مجالسۃ النبیؐ، محک الفقر کلاں، عین الفقر، عقلِ بیدار اور نور الہدیٰ کلاں کو نقل کر کے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 40 سال جو دربار پاک پر گزارے ان میں سب سے اہم معمول روزانہ ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات تھا''۔ (مجتبیٰ آخر زمانی)

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ ہاشمی قریشی سروری قادری رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہونے سے قبل زندگی کی 52 بہاریں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی تربیت میں رہے اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی ذات و تعلیمات کا گہرا اثر ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے محبوب ہونے کے ناطے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات و صفات کے عین ہیں۔

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیماتِ فقر اور فیضِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کو طالبانِ مولیٰ تک پہنچانے کے لئے نثر کی بجائے نظم کا انتخاب فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا کلام علومِ معرفتِ حق تعالیٰ کا انتہائی گراں قدر خزانہ ہے اور تمام تر تعلیماتِ سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور سلسلہ سروری قادری سے وابستہ لوگوں میں بہت مشہور اور زبانِ زدِ خاص و عام ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کے بارے میں سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس فرماتے ہیں:

☆ ''ایک اُردو دعا کے علاوہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سارا کلام پنجابی اور سرائیکی میں ہے اور باطنی اور روحانی منازل طے کرنے والوں کے لئے مینارۂ نور ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شاعری تخیل و تصور نہیں بلکہ حقیقت اور کلامِ حق ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اندازِ بیان سیدھا اور سادہ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سی حرفی کے علاوہ غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ، حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے مرشد حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ ہاشمی قریشی

[1] حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہؒ نے 2 اگست 1861ء (25 محرم الحرام 1278ھ) بروز جمعۃ المبارک شورکوٹ میں پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی۔

رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں منقبتیں بھی لکھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، تصور اسم اَللّٰہُ ذات اور مرشد کامل اکمل سے عشق و محبت کے گرد گھومتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی مفصل مضمون کو صرف ایک بیت میں بند کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیت کا ترجمہ کرنے کے لئے پورا ایک مضمون تحریر کرنا پڑتا ہے''۔ (مجتبیٰ آخر زمانی)

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خواہش تھی کہ پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کو جمع کر کے باقاعدہ تحقیق کے ساتھ شائع کیا جائے۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 19 نومبر 2001ء کو اپنے محرمِ دل حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو مکتبہ العارفین کا سربراہ مقرر فرمایا تو آپ مدظلہ الاقدس نے حضور پیر بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے ساتھ ساتھ دیگر مشائخ سروری قادری کے کلام کو پورے پاکستان سے انتہائی جان فشانی سے جمع کر کے مرتب فرمایا اور مارچ 2002ء میں ''گلدستہ ابیات و مناجات پیر بہادر علی شاہؒ'' کے نام سے مکتبہ العارفین لاہور سے شائع فرمایا۔

اس کتاب کو سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ''ایم۔اے۔شاکر۔راجن پور والے'' نے ہو بہو سرقہ (چوری) اور نقل کر کے ''کلیاتِ عارفانہ کلام شہبازِ عارفاں سیّد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے شائع کروایا ہے۔

فقر و تصوف کی تاریخ میں ایسے لوگ ابتدائی دور سے موجود رہے ہیں جو اولیاء کاملین کی تصنیفات اور اُن کی محنت پر اپنے نام کا ٹھپہ لگا کر شائع کرتے رہے ہیں۔ اب تو اس دوڑ میں پبلیکیشنز ادارے بھی شامل ہو گئے ہیں جو ایسے سرقہ نویسوں کی چوری کی ہوئی کتب کو ان کے ساتھ مل کر شائع کرتے ہیں اور وہ دنیا کماتے ہیں جس کے متعلق سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَدھی لعنت دنیا تائیں، ساری دنیاداراں ھُو

ایسی ہی کچھ صورتِ حال حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کو بھی پیش آئی جب ان کی کتب کو چوری کر کے دو اشخاص نے اپنے نام کے ساتھ مشہور کیا جس کا ذکر آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' کی ابتدا میں ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

☆ ''(کتاب کے) شروع میں جو اپنا نام تحریر کیا ہے اس کی دو وجوہات ہیں ایک وجہ خاص حضرات کے لئے اور دوسری وجہ عام لوگوں کے لئے۔ عام لوگوں کے لئے وجہ یہ ہے کہ جب اس علم سے بے بہرہ و ناواقف لوگ کوئی ایسی نئی کتاب دیکھتے ہیں اور اس میں مصنف کا نام کسی جگہ نظر نہیں آتا تو اس کتاب کو اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں (یعنی یہ کتاب میری تصنیف ہے) جس سے مصنف کا مقصد ناکام ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مصنف کی تالیف و تصنیف کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے اس کا نام زندہ و پائندہ رہے اور پڑھنے والے طالبانِ حق مصنف کو دعائے خیر سے یاد کرتے رہیں۔ ایسا ایک حادثہ میرے ساتھ دو مرتبہ پیش آچکا ہے۔

☆ پہلا حادثہ یہ ہوا کہ ایک صاحب میرے اشعار کا دیوان ادھار لے گئے پھر انہوں نے واپس نہیں کیا میرے پاس اس نسخہ کے سوا کوئی نسخہ نہیں تھا۔ اُن صاحب نے میرا نام حذف کر کے اپنے نام سے اس دیوان کو مشہور کر دیا۔ اس طرح میری محنت انہوں نے ضائع کر دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔

☆ دوسرا حادثہ یہ پیش آیا کہ میں نے علم تصوف پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ''منہاج الدین'' رکھا تھا۔ ایک کمینہ خصلت، چرب زبان شخص، جس کا نام میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا، نے آغازِ کتاب سے میرا نام چھیل کر اور اپنا نام درج کر کے عام لوگوں کو کہنا شروع کر دیا کہ یہ میری تصنیف ہے۔ حالانکہ اس کی علمیت اور قابلیت کے جاننے والے حضرات اس پر ہنستے تھے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر بے برکتی مسلط کر دی اور اپنی بارگاہ کے

طالبوں کی فہرست سے اس کا نام خارج کر دیا۔

دوسری وجہ خاص حضرات کے لئے یہ ہے کہ جب وہ کسی کتاب کو اپنے علم کے مطابق اس نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں کہ اس کا مصنف و مؤلف نہ صرف یہ کہ اس علم کا دانا ہے بلکہ وہ اس فن کا ماہر و محقق بھی ہے تو اس کتاب کی قدر کرتے اور اسے پڑھ کر یاد کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنا گوہرِ مقصود اس کتاب سے حاصل کر لیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب''۔ (کشف المحجوب)

☆ حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال 26,25 اور 27 فروری کو منعقد ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک کے موقع پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام سے ایک منقبت ''سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی'' جو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ اقدس میں ہے، کی شرح قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

یہ منقبت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری بیعت سے قبل اُس وقت لکھی جب آپ رحمتہ اللہ علیہ بحیثیت ایک طالبِ مولیٰ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو ہی اپنا مرشد مان کر منازلِ فقر طے کر رہے تھے۔ اس منقبت کے کُل گیارہ بند ہیں۔ منقبت کا کُلی تاثر کچھ اس طرح سے ہے کہ ابتدائی دو بندوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العافین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ذات وصفات کے خصائص وفضائل اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں حقیقتِ محمدیہ کے اظہار کو انتہائی خوبصورتی سے بیان فرماتے ہیں۔

باقی بندوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی ثناء کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اُن خصوصیات، فضیلتوں اور اوصافِ حمیدہ کے حصول کی فریاد کرتے ہیں جن کی ایک طالبِ مولیٰ کو راہِ فقر میں اشد ضرورت ہوتی ہے۔

منقبت

سبحان اللہ سلطانؒ صاحب دا محل مقدس وادی
ھُو اللہ تے یاھُو دی سدا ندا منادی
وجدانی عرفانی دی واہ اس جا کل آبادی
فیض رسانی دا ہے قبلہ، روز ازل دا ہادی
بخشے لکھ ہا گنج الٰہی، خاص جمعیت شاہ دی
اکسیر نظر تے قُلزم رحمت، تعریف اُس راہنما دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

محل	بادشاہ کی رہائش گاہ
سدا	ہمیشہ، ہر لمحہ
ندا	آواز
منادی	اعلان
وجدانی	دیدارِ الٰہی کے بعد بے خودی کی حالت
عرفانی	معرفتِ الٰہی
جا	جگہ، مقام

گُل	تمام
روزِ ازل	کائنات کا نقطہ آغاز
لکھ	لاکھ
گنجِ الٰہی	دیدارِ الٰہی اور فقر کا خزانہ
جمعیت	فنا فی اللہ بقا باللہ کا مقام جہاں جملہ مقاماتِ انسانِ کامل میں جمع ہو جاتے ہیں۔
شاہ	بادشاہ۔ سلطان بادشاہ
اکسیر نظر	وہ نگاہِ کامل جو خام طالب کو طالبِ مولیٰ بنا دے
قُلزم رحمت	بے انتہا رحمت کا سمندر
رہنما	راستہ دکھانے والا، ہادی
فریاد	بے کسی کی پکار
نمانے	انتہائی عاجز و مسکین

شرح: شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا محل پاک ایک پاکیزہ و مقدس وادی کی مثل ہے جہاں سے سلطانُ الاذکار "یاھُو" کی صدائیں ہر لحہ بلند ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی معرفت و دیدار کے لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی صورت کو اختیار کر لیا ہے اور اب ذاتِ الٰہی کے تمام وجدانی و عرفانی مراتب قیامت تک آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی کی ذاتِ اقدس میں جمع ہو گئے ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے سے ہی طالبانِ مولیٰ کو حاصل ہوں گے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ روزِ ازل سے ہی متلاشیانِ الٰہی کے لئے ہادی، فیض بخش اور ہدایت کا قبلہ ہیں کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ازل سے ہی مرتبہ سلطان الفقر پر فائز ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جسے چاہتے ہیں بے حد و حساب خزانہ الٰہی عطا کر کے اسے فقر فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام پر پہنچا کر ذاتِ احدیت کی جمعیت بخش دیتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جیسے ہادی اور رہنما کی تعریف یہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اکسیرِ نظر کے حامل ہیں، جس خام طالب پر آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی نگاہِ کامل ڈالتے ہیں اور اپنی بے پناہ رحمت میں لے لیتے ہیں اسے زرِ خالص یعنی طالبِ مولیٰ بنا کر دیدارِ الٰہی کرا دیتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ دیدار بخش ہیں اس لئے اے مرشد کامل اکمل اس عاجز و مسکین کی طرف بھی متوجہ ہوں اور میری فریادِ دیدار و وصالِ الٰہی بھی سنیں۔

شان تیرے وچ ہر دم ہے لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ آیا
چھتر لَوْلَاکَ لَمَا دا، سر تیرے تے سایہ
خاص حضوروں عَالَم نوروں، واحد اَحد جھلایا
کیا جاناں توں "احمدؐ" ہیں یا "باھُوؒ" نام دھرایا
یا خود "احدؐ" صمد ہیں باھُوؒ یا "ھُو" برقعہ پایا
مار مینوں تلوار فنا دی، دے کر ڈھال بقا دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

چھتر	سایہ
جھلایا	کہلایا، رکھوایا
دھرایا	رکھوایا، اختیار کیا
احد، صمد	اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام
برقعہ	نقاب

شرح: یا سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اُن فقراءِ کاملین میں شامل ہیں جو ''سُبْحَانِیْ مَآ اَعْظَمُ شَانِیْ[1]'' کا تاج سر پر رکھے ہوئے اور ''اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ[2]'' کی چادر اُوڑھ کر اس مقام لاتخف تک جا پہنچے ہیں کہ اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کی آیت ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ'' (ترجمہ: بے شک اولیاء اللہ کو نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ غم) آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شانِ اقدس بھی ہے اور جیسا کہ حقیقتِ محمدیہ ہر دور میں اُس دور کے کامل اکمل کی صورت میں جلوہ نما ہوا کرتی ہے، وہ اب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے تو اس لحاظ سے ''لَوْلَاکَ لَمَا اَظْھَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ[3]'' اور ''لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ[4]'' جیسی احادیث قدسیہ کا سایہ بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سرِ اقدس پر ہے۔ اب اس حقیقتِ محمدیہ نے احمد سے باھُو کا نام اختیار کر لیا ہے۔ اگر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مزید شان بیان کروں تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ''ذاتِ ھُو'' میں فنایت اور بقا کے بعد اب خود ہی احد و صمد کا مظہر ہیں، یا ذاتِ احدیت ''ھُو'' نے اب ''باھُو'' کا نقاب اوڑھ کر صورتِ باھُو اختیار کر لی ہے۔ ذاتِ ھُو کے صورتِ باھُو میں ظاہر ہونے کی وجہ سے اب ہمارے لیے آپ کے وسیلے سے وصالِ ذاتِ ھُو آسان ہو گیا ہے اس لئے یا سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ بحیثیت اکمل مرشد اس عاجز و مسکین کی فریاد رسی فرمائیں اور فنا کے مقامات طے کروا کر ذاتِ ھُو کا وصال عطا فرما دیں، مگر یہ فنایت مقامِ بقا یعنی مقامِ مسمّٰی[5] کے ساتھ عطا فرمائیں۔

باجھ تُساڈے مینوں سوہناں ہرگز آس نہ کائی
خود دانا تے بینا ہُو ہے ایہہ تقلید نہ کائی
وانگ زلیخاں ذوق تیرے وچ عمر تمام گنائی
عرض گزار ہویم اس ویلے جان لباں تے آئی
شالا آسی ترس تسانوں ہوسی فضل خدائی
استدعا منظور ہو ویسی مسکین غریب گدا دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

باجھ	بغیر، علاوہ

[1] میری ذات پاک ہے اور میری شان بہت بلند ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ الفاظ حالتِ سکر میں ادا کیے۔ [2] تُو میں ہے اور میں تُو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا۔ [3] ''اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا ربّ ہونا ظاہر نہ کرتا''۔ [4] ''اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ پیدا کرتا۔ [5] صاحبِ مسمّٰی: صاحبِ مسمّٰی فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر ہوتا ہے۔ امانتِ الٰہیہ کا حامل اور انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور یہی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ ہے ان کے مریدین کو اسمِ اللہ ذات سے تصورِ شیخ حاصل ہوتا ہے ایسے مرشد کے بارے میں سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں ''عارف باللہ، فنا فی اللہ فقیر اُسے کہتے ہیں جو فنا فی الرسول ہو، فنا فی فقر ہو اور فنا فی ''ھُو'' ہو''۔ (عین الفقر)

تُساڈے	آپ کے
آس	اُمید، بھروسہ، سہارا
کائی	کوئی
وانگ	مانند، جیسا
ذوق	شوق، خوشی
گنائی	گزاری
ہویم	میں ہوا
ویلے	وقت
جان لباں تے	آخری وقت
شالا	اللہ کرے
آسی	آئے گا
تسانوں	آپ کو
ہوسی	ہوگا
خدائی	خدا کا
استدعا	درخواست
ہوویسی	ہوجائے گی
گدا	منگتا

شرح: شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی شانِ ھاھویت بیان فرمانے کے بعد اب اس بند میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنی عاجزی کو ظاہر کرتے ہوئے امداد طلب کرتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب! راہِ فقر میں مجھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سوائے کسی سے اُمید اور کسی پر بھروسہ نہیں ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ دانا اور بینا ہیں اور میرے ظاہری و باطنی حالات سے خوب واقف ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خبر ہے کہ میری بندگی اور عبودیت میں ابھی کمی اور کمزوری ہے، جس کو دور کرنے کے لئے میں ہاتھ پھیلائے آپ کے سامنے درخواست گزار ہوں۔ جس طرح زلیخاؓ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں اپنی تمام عمر گزار دی اس طرح میں نے آپ سلطان بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کے عشق ومحبت اور ذوق وشوق میں اپنی زندگی تسلیم ورضا کی تصویر بن کر اور ہر چیز سے لاتعلق ہو کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام لیتے ہوئے گزار دی۔ اب میں زندگی کے اُس حصہ میں داخل ہو چکا ہوں جب انسان اس دنیا سے رختِ سفر باندھنے کا سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ اب وقتِ آخر ہے اور جان لبوں تک آ چکی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ''خلق را تلقین بکن بہر خدا'' کے مصداق مخلوقِ خدا کو فقط اللہ کی رضا کی خاطر اللہ تک پہنچاتے ہیں اس لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے در کا یہ غلام ومنگتا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی غریبی اور مسکینی کا واسطہ دیتا ہوا آپ رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست گزار ہے۔ اور مجھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ سے اُمیدِ کامل ہے کہ فقط اللہ کی خاطر میری حالت پر بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو ترس آئے گا اور میری یہ درخواست قبول فرمالیں گے اور فضلِ الٰہی کو مجھ پر جاری وساری فرما دیں گے۔ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ ہونے کے ناطے اس عاجز کی فریاد پوری فرما دیں گے۔

آستان چھمیندیاں گزرے حضرت ہر دم آن زمانہ

روح محبت تیری ہے، ایہہ تن خالی کاشانہ
مثال ملائک نام تیرے دا قوت ہے روز شبانہ
مست کرو دے جام پرم، سلطان سخی وڈ شانہ
سنسار دی سار بھلا کے ہوواں عالم توں بیگانہ
ذوق تے شوق ونجائے تیرا سدھ بدھ نفس ہوا دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

آستان	سلطان باھوؒ کا محل پاک
چمیندیاں	بوسہ دیتے ہوئے، سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے
کاشانہ	ٹھکانہ
روز شبانہ	دن رات
مست	بے خود
جام پرم	عشقِ الٰہی کے فیض کا پیالہ
وڈ شانہ	بڑی بلند شان والا
سنسار	دنیا جہاں، کائنات
سار	یاد، خبر، اطلاع
ہوواں	ہو جاؤں
شوق	دیدارِ الٰہی کی بڑھتی ہوئی طلب
ذوق	دیدار کے بعد طاری ہونے والی بے خودی
ونجائے	گم کردے، ختم کردے
سدھ بدھ	سمجھ بوجھ
نفس ہوا	نفسانی و باطنی خواہشات

شرح: یا حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ جس طرح اب تک میری زندگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ اقدس پر گزری ہے اسی طرح مہربانی فرماتے رہیں تا کہ زندگی کے باقی ماندہ ایام بھی ہر لمحہ اور ہر دم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کو چومتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں سرِ تسلیم خم رکھتے ہوئے بیت جائیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عشق و محبت ہی میری زندگی اور میرے وجود کی روح ہے جس کے بغیر میرا یہ جسم ایک خالی اور ویران ٹھکانہ ہے۔ جس طرح فرشتوں کے لیے اللہ کے نام کی تسبیح ہی رزق، قوت و طاقت کا ذریعہ ہوتی ہے اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''باھو'' میرے لئے دن رات راہِ فقر میں باطنی قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت ''ھُو'' کے ساتھ اور اس میں فنا ہیں۔ مہربانی فرمائیں اور اپنے رُخِ ھاھویت کے دیدار سے مجھے بے خود کر دیں اور عشقِ الٰہی کے فیض کا جام مجھے عطا فرما دیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سخی اور بلند شان والے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیدارِ حقیقی پاتے ہی میں دنیا و مافیہا کی یاد اور غم و الم بھول جاؤں گا اور اس عالم رنگ و بو سے بیگانہ ہو جاؤں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار مجھے بے خود کر دے گا اور

دیدار کی یہ بے خودی میرے نفس کے گناہ کرنے کی سمجھ بوجھ کو ختم کر دے گی جس کی وجہ سے میں ہوا وہوس کی تمام باطنی بیماریوں سے بھی امان الٰہی میں آجاؤں گا۔ یا مرشد اکمل سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ میری فریاد عاجزانہ سن کر مدد فرمایئے۔

ہیں قاطع برہان خدائی روشن نور الٰہی
ہو مصباح قندیل وچالے جہت نہ ہے، نہ آہی
ونجاوے جلوہ ذاتی تیرا، ظلمت شرک سیاہی
یا ہادی ہک بھال نظر، دور ہووے گمراہی
وقت آخیر تاخیر نہ ہووے، ہو ہر دم ہمراہی
سر تا پا عطا فرما، پوشاک اسماء حسنیٰ دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

قاطع	قطعی، پکی
برہان	دلیل
مصباح	روشن چراغ
قندیل	شیشے کا فانوس جس میں چراغ جلایا جاتا ہے
وچالے	درمیان
جہت	سمت
ونجاوے	ختم کرنا، دور کرنا، گم کر دینا
بھال نظر	ایک نگاہ ڈالنا
وقت آخیر	نزع کا وقت، آخری وقت
تاخیر	دیر
ہمراہی	ہر لمحہ ہر دم ساتھ
سرتاپا	سرتاقدم
پوشاک	لباس
اسماءِ حسنیٰ	اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتی نام

شرح: اس بند میں شہبازِ عارفاں پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے اس حقیقی نورِ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کی وجہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہِ حق تعالیٰ میں اس قدر بلند شان ہے اور حضور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے بعد آنے والے تمام زمانوں میں دیگر اولیاء کاملین پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات و تعلیمات کو فضیلت حاصل ہے۔

پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یا سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ آپ اللہ تعالیٰ کی قطعی اور پختہ دلیل ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے

آنے والے تمام زمانوں میں کفر وشرک اور بدعات کے خاتمے اور دینِ حقیقی کو عام کرنے کیلئے اپنے نورِ الٰہی سے روشن فرما دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو آخری زمانے کے لوگوں کے لیے ''مصطفیٰ ثانی ومجتبیٰ آخر زمانی'' فرمایا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ وہ روشن چراغ ہیں جو ایک فانوس میں روشن ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

☆ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (النور۔35)

ترجمہ: اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ ہے۔ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ فانوس ایسے ہے کہ ایک موتی جو ستارے کی مانند چمکتا ہے۔ یہ چراغ اس برکت والے پیڑ زیتون کے تیل سے روشن ہوتا ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی، قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے، اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے۔ نور پر نور چھایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نور کی طرف اسی کو ہدایت دیتا ہے جو اس کا طالب بنتا ہے۔

اور یہ اُس عالمِ ھاھویت کا نور ہے جہاں نہ تو سمتیں ہیں اور نہ کوئی گزرگاہ، یہ نور نہ تو شرقی ہے نہ غربی اور نہ ہی عربی ہے اور نہ عجمی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اس نورِ ذاتی کا ایک نظارہ کفر وشرک اور ظلمت وسیاہی کو ختم کر دیتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہمارے زمانے کے ہادی ہیں اسی لئے التجا ہے کہ ایک نگاہِ کامل ہم پر بھی ڈالیں تاکہ تمام نفسانی گمراہی دور ہو جائے اور جب وقتِ آخر آئے اور زندگی کا چراغ گُل ہونے لگے تو ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی آنے اور مدد فرمانے میں تاخیر مت فرمائیے گا اور ہر دم و ہر لمحہ ہمراہی عطا فرمائیے گا۔ اے مرشد کامل اکمل اس خاکسار کی فریاد قبول فرمائیں اور سر تا قدم ذاتِ الٰہی میں فنا کر کے صفاتِ الٰہی سے یوں متصف فرما دیں کہ یہ اسماءِ حسنیٰ ہی میرے پورے وجود کا نوری لباس بن جائیں۔

ورد بنائیم روز شبینہ نام حضور انور دا
ناحرمؔ نہ ماہر آہم ذات اکبر اطہر دا
اسم مبارک تیرا ساتھی آہا تمام عمر دا
اس رفیق شفیق اعظم دا دلوں بجانوں بردا
ہیں اسم اعظم دے جسم معظم ونجے حجابی پردا
نور حضور ظہور سوا، ایہہ ظالم نفس نہ مردا
شفقت نال فنا فرما، ایہہ دشمن سخت عنادی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

بنائیم	بنایا، اختیار کیا
روز شبینہ	دن رات
آہم	میں ہوں
اطہر	بے حد پاک
آہا	وہ تھا
رفیق	ساتھی
شفیق	مہربان

بجانوں	جان سے
اسمِ اعظم	سلطان الاذکار یاھُو
جسمِ معظم	پاک جسم
بردا	غلام
ونجے	دور ہو جائے
ظہور	ظاہر ہونا، عیاں ہونا
سوا	بغیر
عنادی	مخالف

شرح: یا حضور (رحمتہ اللہ علیہ) میں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے انوارِ الٰہی سے معمور نام ''باھُو'' جو ایک نقطہ سے ''یاھُو'' ہے، کو دن رات اپنا ورد بنایا ہوا ہے۔ میں اس پاک واکبر ذات کو نہ تو جانتا ہوں اور نہ ہی اس تک پہنچنے کے طور طریقوں کا ماہر ہوں۔ میری تمام زندگی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نامِ مبارک ہی میرا ساتھی تھا اور ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم مبارک ہی میرے لیے اسمِ اعظم ہے اور راہِ فقر میں میرا انتہائی شفیق رفیق ہے۔ میں اِس اسمِ اعظم کا دل و جان سے غلام ہوں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ اِس اسمِ اعظم اسمِ اللہُ ذات کا پاکیزہ اظہار اور اس اظہار کے لئے وجودِ اعظم ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نور کے انسانی وجود میں اظہار کے بغیر ظالم نفس نہیں مر سکتا۔ مرشد کامل اکمل! خدارا میری فریاد پر کان دھریں اور اس مخالف اور ظالم دشمن سے بچا کر مہربانی اور شفقت سے مقامِ فنا فی اللہ بقا باللہ تک رسائی عطا فرما دیں۔

ملازم دفتر دا فرمایا، ذات سخی سلطانیؒ
شرف الفاظ لحاظ ہووے، میں گرچہ پُر عصیانی
فاجر فاسق فرض کیتا، پُر عیب خطا نفسانی
شان فیاض کرم سلطانیؒ ہے، بے حد بے پایانی
حساب گدا دے نال نہ زیبا، شایانِ شان شاہانی
خطا عطا فرما یا ہادی، دے پردہ نور نورانی
اے غم خانہ کاشانہ کر، نال مبدّل شادی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

ملازم	کسی عہدے پر تعینات شخص
شرف	عزت پانا، فخر حاصل ہونا
پُر عصیانی	گناہوں سے بھرا ہوا
فاجر فاسق	گناہ گار
پُر عیب	عیب سے پُر ہونا
فیاض	سخی، دریا دل

بے پایانی	بے حساب
زیبا	مناسب، لائق
غم خانہ	غم سے بھرا گھر۔ مراد دردمند دل
کاشانہ	آباد گھر
مبدل	تبدیل کرنا
شادی	خوشی

شرح: حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے اپنی تصنیف لطیف مجتبیٰ آخر زمانی میں اس بند کے پہلے مصرعے کی شرح یوں بیان فرمائی ہے ''شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ رات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے محل پاک پر ہی گزارتے۔ ہر رات دربار شریف پر ایک باطنی محفل منعقد ہوتی تھی جس میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے تمام خلفاء اپنے مراتب کے لحاظ سے ترتیب وار نشست فرماہوا کرتے تھے۔ ترتیب کے لحاظ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا آخری نمبر تھا اس لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ آخری نمبر پر بیٹھتے۔ ایک رات حاضری کے لئے دربار شریف کے لئے روانہ ہوئے تو شدید آندھی اور طوفان نے آلیا۔ ملاح نے کہا کہ دریا میں شدید طوفان ہے میں اس حالت میں دریا کے پار کشتی نہیں لے جاسکتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ محفل میں غیر حاضری لگ جائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طوفان میں دریا میں چھلانگ لگا دی اور طوفان میں تیر کر دریا پار کر لیا۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ دربار شریف پہنچے اور محفل میں حاضری نصیب ہوئی تو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ نورنگ کھیتران جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے تھے، سے فرمایا کہ آج پیر صاحب بہت محنت کر کے آرہے ہیں لہٰذا یہ جگہ ان کے لئے خالی کردو۔ اس طرح پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان العارفین کی بارگاہ میں مرتبہ اوّل حاصل ہوگیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اسی دن سلطان العارفین کے خزانہ فقر کا نگران مقرر فرمادیا گیا۔ اسی روز آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ سے ''پیر صاحب'' کا لقب عطا ہوا اور لوگوں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ ''حضور پیر صاحب'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

یہ انعامات پاکر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

سلطانیؒ سخی ذات فرمایا، دا دفتر ملازم

ایک روز اپنے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ سے اس عاجز نے اس مصرعہ کی شرح پوچھی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: پیر بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے محبوب ہیں اور محبوب سے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھی جاتی اس لیے حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا تمام تر باطنی خزانہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرمادیا ہے۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے ''زندگی بھر مجھے ایسا طالبِ صادق نہیں ملا جسے مَیں اپنا باطنی ورثہ عطا کر دیتا ہے'' لیکن سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے ظاہری وصال کے بعد پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ وہ واحد طالب تھے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معیار پر پورے اُترے اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وہ تمام خزانہ انہیں سونپ دیا اور فرمایا ''پیر صاحب آج تک جو طالبِ مولیٰ بھی میرے در پر آیا میں نے بلاواسطہ اسے اس کی منزل تک پہنچایا لیکن اب قیامت تک جو طالبِ مولیٰ بھی میرے پاس آئے گا وہ آپ کے واسطہ ہی سے فقر پائے گا''۔ (مجتبیٰ آخر زمانی)

اس بند کے باقی مصرعوں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار فرما کر اپنے گناہوں کی معافی کے طلب گار ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے میرے مرشد! میرے الفاظ و انداز کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔ اگرچہ میں گناہوں سے بھرا ہوا ہوں اور نفسانی عیبوں سے بھی پُر ہوں مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سلطانی شانِ سخاوت و دریا دلی بے حد و بے حساب ہے۔ سلطان و شہنشاہِ فقر ہونے کے ناطے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شان کے شایان نہیں کہ مجھ جیسے گدا و فقیر سے کوئی حساب کتاب کیا جائے لہٰذا اے میرے ہادی! میری خطاؤں کو معاف فرما دیں اور ان پر اپنی ستار العیوب (عیبوں کو ڈھانپنے والی) صفت کے نورانی پردے ڈال دیں۔ اے سخی و دریا دل مرشد! میری التجا قبول فرماتے ہوئے میرے غم والم سے بھرے خانۂ دل کو خوشیوں سے آباد فرما دیں۔

ہیں دریا بخشائش دا، باران سحاب کرم دا
روئے زمین تے فیض حضرت دا، اُچھلن بحر ہمم دا
نظر اکسیر نوازیں جس نوں، عارف کریں قِدم دا
ہو مجروح آئیم در تیرے، خواہشمند مرہم دا
بخش شفا یا ہادی مہدی، نام نہ رہے الم دا
کنہہ کن مکشوف ہووے، کر محرم اسم اعظم دا
دارو صادر قادر پائیں، حالت خاص عُما دی
سن فریاد نمانے دی، یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

بخشائش	بخشش ومغفرت
باران	بارش
سحاب	بادل
اُچھلن	کناروں سے باہر اُچھل آنا
بحرِ ہمم	سخاوت کا سمندر
نظرِ اکسیر	سونا بنانے والی نگاہ
قِدم	ذاتِ الٰہی۔ ازلی، جس کی ابتدا نہ ہو
مجروح	زخمی
آئیم	میں آیا
مرہم	دوا
الم	رنج وغم
کنہہ کن	کُن کی حقیقت
مکشوف	ظاہر ہونا، کُھل جانا
دارو	دوائی، علاج
صادر	نافذ کرنا

قادر	اللہ کی صفت
عُما	دارالامان ۔ مرادوصالِ ذات ۔ فنافی ھُو

شرح: سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی ذاتِ مبارکہ بخشش ومغفرت کا دریا اور کرمِ الٰہی کا بادل اور بارش ہے۔ اس روئے زمین پر آپؒ کا فیض اور سخاوت بحرِ بیکراں کی مانند ہے۔ آپؒ اپنی نگاہِ اکسیر سے جسے نوازتے ہیں اسے ایک دم میں ذاتِ الٰہی کا عرفان عطا فرمادیتے ہیں اور میں (سلطان بہادر علی شاہؒ) شکستہ حالت لے کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے درِاقدس پر حاضر ہوا ہوں مہربانی فرما کر میرے درد کی دوا فرمادیں۔

اے میرے ہادی اور مہدی! مجھے اس طرح سے میرے مقصود یعنی اللہ تک پہنچائیں کہ فراقِ الٰہی کا کوئی غم والم باقی نہ رہے اور اس ذاتِ ھاھویت کی کنہہ یعنی انتہائی حقیقت مجھ عاجز پر کھول کر اسم اللہ ذات کا محرم بنادیں۔ اے میرے اکمل قادر مرشد میرے غموں کی دوا کو عطا کرنے کا حکم صادر فرما کر مجھے سکون واطمینان کی حالت عطا فرمادیں۔

حق یقین تے عین یقین، ہے ایہہ سامان ضروری
سفر دراز طریقت دا، اس باجھ نہ منزل پوری
بیکراں عطا فرما، ایہہ زاد حقیقت نوری
یقین قرین رہے ہر ویلے، دل پائے معموری
مغروری دوری دور ہووے، کر استدعا منظوری
گستاخی معافی کریں یا قبلہ، رہاں ہمیش حضوری
ہر دم شامل کامل فرما، عادت تسلیم رضا دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

عین یقین	مشاہدے سے حاصل شدہ یقین
حق یقین	عین یقین کی حقیقت جان لینا۔ یقین کا آخری درجہ
باجھ	بغیر
بیکراں	بے حد، بے حساب
زادِ حقیقت	راہِ فقر کا زادِ راہ
قرین	ہمیشہ
معموری	خوشی سے بھرا ہونا
استدعا	درخواست
ہمیش	ہمیشہ

شرح: فقر وطریقت کا سفر بہت لمبا اور پُرخطر ہے۔ جب تک مرشد کامل اکمل کی رفاقت اور اس راہِ طریقت کا نورانی زادِ راہ عین الیقین اور حق الیقین طالبِ مولیٰ کے پاس نہ ہو تو اس راہ پر چلنا ناممکن ہے اس لیے اے مرشد سلطان باھُوؒ مجھے یہ حقیقی نوری زادِ راہ بے حد و بے حساب عطا

فرمائیں۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر یقین کامل ہمیشہ میرے قلب و باطن میں مقیم رہے اور دل سکون و اطمینان سے معمور رہے۔ میری درخواست کو قبول فرمائیں اور تکبر، فخر و غرور اور اس جیسی دیگر خصلتوں کو آپ رحمتہ اللہ علیہ مجھ سے دور فرما دیں۔ اس راہِ فقر کے سفر کے دوران اگر کبھی نا سمجھی میں مجھ سے کوئی خطا ہو جائے تو معاف فرما دیجئے گا اور مجھے ہر وقت اپنی حضوری کی حالت عطا کیجئے گا۔ ساتھ ہی یہ مہربانی بھی فرمائیں کہ میری عادات میں تسلیم و رضا کو اس حد تک قائم و دائم فرما دیجئے کہ کسی بھی لمحہ میں تسلیم و رضا کے بغیر نہ رہوں۔

جناب عالی! استغاثہ سُن اس نفس انجث اظلم دا
غارت کرے خزانہ دل دا، لعل جواہر دم دا
داد امداد عطا فرما، یا قبلہ ستر کرم دا
دے پناہ ملجا و ماویٰ، تیں باجھ نہ میں کہیں کم دا
تیری اوٹ دا کوٹ تکے، کل عالم عرب عجم دا
اس مسکین دا ہیں توں ساتھی، وقتاں غماں الم دا
ویرانی نفسانی نوں کر نال فضل آبادی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

استغاثہ	مقدمہ
انجث	خبیث
اظلم	انتہائی ظالم
غارت	تباہی
لعل جواہر	ہیرے موتی۔ مراد اسم اللہ ذات
داد امداد	مدد و اعانت
ستر کرم	کرم سے گناہوں کو چھپانا
ملجا و ماویٰ	جائے پناہ
تیں باجھ	آپ کے بغیر
کہیں	کسی
اوٹ	حمایت، پناہ
کوٹ	لمبے بازو والی پوشاک
تکے	دیکھے
وقتاں	مختلف اوقات

شرح: جناب عالی (سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ)! یہ عاجز (سلطان سیّد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ) خبیث اور انتہائی ظالم نفس کے خلاف آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں مقدمہ کی سماعت کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہے کیونکہ یہ خزانۂ دل یعنی اسمِ اللہ ذات کی امانت کو تباہ و برباد کرنے پر تلا ہوا ہے۔

برائے مہربانی اس ظالم رہزن کے خلاف میری مدد و اعانت فرمائیں اور اپنے کرم کی چادر سے مجھے ڈھانپ لیں۔ مجھے اس کے شر سے اپنی پناہ میں لے لیں کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بغیر میں کسی قابل نہیں۔ مصطفیٰ ثانی مجتبیٰ آخر زمانی ہونے کے ناطے تمام عرب و عجم آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حمایت و پناہ میں آنے کا طلبگار ہے اس لیے مجھے بھی اپنی پناہ میں لے لیں کیونکہ مجھ عاجز و مسکین کے تمام غم والم کے حالات میں آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی میرے ساتھی ہیں۔ یا مرشد کامل اکمل میری التجا کی سماعت فرماتے ہوئے اپنے فضل اور کرم سے اس عاجز کے دل کو ذاتِ الٰہی کے قرب و وصال سے آباد اور شاد فرما کر نفس کی حکمرانی اور باطن کی ویرانی سے نجات عطا فرمائیں۔

طوق غلامی دا گل تیرا، روزِ ازل دا پایا
نام تیرے دا فخر کریندیاں گزر زمانہ آیا
فیض تے کرم حضور انور دا، صدہا بار آزمایا
آخر وقت وفا فرماؤ جو وعدہ فرمایا
سلطان سیّد محمد بہادر شاہؒ تے کریو مدِنظر دا سایہ
خِلعت خاص عطا ہووے، ہر ویلے غور لقا دی
سن فریاد نمانے دی یا اکمل مرشد ہادی

لغت:

طوق	حلقہ
کریندیاں	کرتے ہوئے
صدہابار	سوبار
مدِنظر	زیرِ نظر
کریو	کریں
خِلعت	لباس
لقا	دیدار
ویلے	وقت

شرح: اے مرشد سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ میں روزِ ازل و یومِ الست سے ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی غلامی کا حلقہ پہن کر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نامِ پاک ''باھُو'' کا ذکر اور اس پر فخر کرتے ہوئے مجھے اب ایک زمانہ بیت چکا ہے۔ اس تمام عرصہ میں سینکڑوں بار آپ رحمتہ اللہ علیہ کے فیض کو آزمایا ہے اور راہِ فقر میں ہر وقت اور ہر مشکل میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فیض و کرم میرے شاملِ حال رہا ہے۔ اب جب کہ وقتِ آخر ہے تو اپنی رفاقت و نصرت کا جو وعدہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس عاجز سے فرمایا ہے اُسے بھی پورا فرما دیں۔ اب اللہ کا دیدار ہر لمحہ میرے شاملِ حال رہے اور وصالِ الٰہی کا لباس بھی عطا فرمائیں۔

یا سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس عاجز غلام (سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ) کو اپنے مدِنظر رکھتے ہوئے اور اپنی نگاہِ رحمت کا سایہ عطا فرماتے ہوئے میری التجا و فریاد کو پورا فرما دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ: سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس مشائخ سروری قادری میں وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے شہباز عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ دیگر مشائخ سروری قادری کے کلام کو انتہائی جانفشانی سے جمع فرما کر پہلی بار کتابی صورت میں ''کلام مشائخ سروری قادری'' کے نام سے نہ صرف شائع کروایا بلکہ اس تمام کلام کو اپنی زیرِ نگرانی محمد ساجد سروری قادری کی خوبصورت آواز میں آڈیو ویڈیو میں ریکارڈ کروا کر www.sultan-ul-faqr.tv کے ذریعہ محبین سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اور منسلکین سلسلہ سروری قادری کے لیے online بھی مہیا کروایا۔

- سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ فرماتے ہیں:

''راہِ توکل اختیار کر اور رضائے الٰہی پر راضی ہو جا۔'' (عین الفقر)

- رزق دو قسم کا ہے ایک رزق مملوک ہے اور دوسرا رزقِ مرزوق۔ زیادہ مال و زر جمع کرنا جمعیتِ نفس اور اعتبارِ خلق کی خاطر ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک عنایت پہلے ہے اور ہدایت بعد میں ہے لیکن تو سب سے پہلے دل کو سلیم بنا اور تسلیم و رضا اختیار کرتا کہ تجھے کنہہ کن سے قربِ الٰہی کے مراتب حاصل ہوں۔ عقل والوں کیلئے تو یہی ایک بات کافی ہے کہ تسلیم و رضا سے انسان کے وجود میں نہ چوں باقی رہتی ہے اور نہ چراں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- فقر کا مرکز اور محور تسلیم و رضائے الٰہی ہے مصیبت و پریشانی، دکھ اور سکھ، سکون اور اضطراب، آسانی اور تنگی، بیماری اور صحت، بھوک اور سیری، عزت اور ذلت، امیری اور غریبی، غرض ہر حال میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا اور سرِ تسلیم خم رکھنا ہی اس کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہے۔ جو خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے اور اس کی خوشنودی کی خاطر اپنی مرضی اور منشاء سے دست بردار ہو جاتا ہے اور اس ضمن میں جو تکالیف اور مصائب اس پر وارد ہوتے ہیں انہیں خوش دلی سے قبول کرتا ہے وہی دیدارِ الٰہی کا حق دار بنتا ہے۔
- ہم نے اللہ تعالیٰ سے کبھی اس کے دیدار اور رضا کے سوا کچھ نہیں مانگا۔
- طالبِ مولیٰ جب مقامِ رضا کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو قضا (تقدیر) اس کے حوالے کر دی جاتی ہے۔
- تو اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا کہ ہر کام تیری مرضی اور منشاء کے مطابق ہو۔
- تسلیم و رضا کی منزل سے گزر کر ہی دیدار کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔
- مرشد کامل اکمل کی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ طالب کی تربیت اس میں تسلیم و رضا کی عادت کو اتنا پختہ کر دیتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور فعل پر پیار آتا ہے۔

عرفانِ نفس

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

جب سے انسان نے اس سیارہ جسے زمین کہتے ہیں' پر قدم رکھا ہے' اس کے ذہن میں ہمیشہ ایسے سوالات جنم لیتے رہتے ہیں:-

- میں کون ہوں؟
- میری ابتدا کیا ہے؟
- میری انتہا کیا ہے؟
- میری حقیقت کیا ہے؟
- میری پہچان کیا ہے؟
- اگر مجھے تخلیق کرنے والا خالق کوئی ہے تو وہ کون ہے؟ اس کی پہچان کیا ہے؟
- میرا مقصدِ حیات کیا ہے؟

ان جوابات کی تلاش کے لیے انسان نے جب بھی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی کے لیے ہر دور میں اور اس زمین کے ہر خطہ میں اپنے نبی اور رسول بھیجے۔ جو انسان کو ان سوالات کے جوابات سے مطلع فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آپہنچا جب روئے زمین کے انسان ایک دوسرے کے اتنے قریب آگئے کہ دنیا کے ایک سرے پر بیٹھا ہوا انسان دنیا کے دوسرے سرے پر بیٹھے ہوئے انسان سے باخبر رہنے لگا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب، باعثِ تخلیقِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرما کر بنی نوع انسان پر اپنی راہنمائی کی حجت تمام کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوری نسلِ انسانی کے لیے تا قیامِ قیامت ہادی ہیں۔ انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے قرآنِ مجید کی صورت میں مکمل ضابطۂ حیات عطا ہوا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔'' تو قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ احادیثِ قدسی اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت میں یہ ضابطۂ حیات قیامت تک کے لیے محفوظ کر لیا گیا۔ جس خوش قسمت نے اس ضابطۂ حیات سے رجوع کیا اُسے راہنمائی ملی اور اس نے اپنا مقصدِ حیات حاصل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس حدیثِ قدسی میں انسان کی تخلیق کا مقصد بیان فرمایا ہے:

- كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْق

ترجمہ: ''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اس لیے میں نے مخلوق کو پیدا کیا''

اس حدیثِ قدسی سے واضح ہو گیا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کیسے حاصل ہو گی۔ تو اللہ کی پہچان کا طریقہ اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے:

- مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

ترجمہ: ''جس نے اپنی ذات کو پہچانا اس نے یقیناً اپنے ربّ کو پہچانا۔''

اسکی شرح اس طرح سے ہے ''اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو عالمِ لاھوت میں روحِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیدا فرمایا اس مقام پر روح کو ''روحِ قدسی'' کا نام دیا جاتا ہے اور یہی روح کی وہ حالت ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔'' اس مقام پر ارواح اللہ تعالیٰ کے دیدار میں محو ہیں۔ اور اسی عالم میں انسانی ارواح سے ''وعدہ بلیٰ'' لیا گیا سورہ الاعراف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط (کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں)

تمام ارواح نے جواب دیا:

قَالُوْا بَلٰى (ہاں تو ہی ہمارا ربّ ہے۔)

- علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:-

الست از خلوت نازے کہ برخاست   بَلٰی از پردۂ سازے کہ برخاست

ترجمہ: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کی آواز کس کے ناز کی خلوت سے بلند ہوئی اور ''بَلٰی'' کا نغمہ کس کے ساز کے سُر سے بلند ہوا؟

عالمِ لاھوت وہ عالم ہے جہاں پر انسان (انسانی روح) کے سوا تمام مخلوق کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسی عالم کی سرحد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معراج کی رات فرمایا تھا کہ میں اگر اس مقام سے ذرا سا بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روح کو عالمِ جبروت میں اتارا اور اسے جبروتی لباس پہنایا کیونکہ روح جس جہان میں بھیجی جائے گی اُسے اس جہان کے لباس کی ضرورت ہو گی یہاں پر روح کا نام ''روحِ سلطانی'' ہوا پھر اُسے عالمِ ملکوت میں اتارا گیا اور اُسے ملکوتی لباس پہنایا گیا۔ یہاں پر روح کا نام ''روحِ نورانی'' ہوا اور پھر اسے بشری جسم میں داخل کیا گیا اور لباسِ بشر پہنایا گیا' جہاں پر روح کا نام ''روحِ جسمانی یا حیوانی'' ہوا۔ اس لیے فرمایا ''روح امرِ ربی ہے'' اور اس لیے کہا گیا ہے کہ ''ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔'' یعنی اس کی روح پاکیزہ اور نور سے منور ہوتی ہے اور لذتِ دنیا اور آلائشاتِ دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوئی ہوتی۔ اب انسانی عروج یہ ہے کہ جب وہ روحانی طور پر ترقی کرتا ہوا عالمِ لاھوت میں قدسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے تو انسان کو عرفانِ نفس حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہی عروج انسان کا مقصدِ حیات ہے۔ روحِ قدسی کو مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے:

- بعض صوفیاء کرام نے انسان کے اس روحانی وجود کو ''باطن''، ''اندر کا انسان''، روحانی انسان یا ''انسان کا باطنی وجود'' کا نام دیا ہے۔
- بعض احادیث میں اور صوفیاء کرام نے روح کو قلب' دل یا من کا نام دیا ہے۔ دل' قلب یا من گوشت کا وہ لوتھڑا نہیں ہے' جو سینے کے اندر بائیں جانب رکھا ہوا ہے۔ گوشت کا یہ لوتھڑا تو جانوروں اور مُردوں کے سینے میں بھی موجود ہوتا ہے اور ظاہری آنکھ سے اسے دیکھا بھی جا سکتا ہے اور جس چیز کو ظاہری آنکھ دیکھ سکے اور اس کا تعلق ظاہری دنیا سے ہو اور جسے فنا بھی ہونا ہو اُسے عالمِ باطن کی کیا خبر ہو سکتی ہے؟ روح کو یہ نام اصطلاحی طور پر دیا گیا ہے۔
- اقبالؒ نے اسے ''خودی'' کا نام دیا ہے اور ''عرفانِ نفس'' کو آپؒ ''خودی کی پہچان'' کے نام سے یاد

کرتے ہیں۔ اقبالؒ کے زیادہ تر مفسروں نے ''خودی'' کو ''روح'' سمجھنے کی بجائے ''انا'' سمجھ کر بہت بڑی زیادتی اور غلطی کی ہے۔ انہیں شاید یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ''انا'' (تکبر، عُجب) سے انسان خدا تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور ''روح'' سے اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ ویسے علامہ اقبالؒ نے من، دل اور رُوح کی اصطلاحیں بھی استعمال کی ہیں۔

❁ عام انسان اسے ضمیر کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ جب انسان کوئی گناہ یا غلط کام کرتا ہے' تو روح ہی اسے ملامت کرتی ہے' کیونکہ گناہ اس کی فطرت میں نہیں۔ انسان یہ کہتا ہے کہ میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا ہے۔ روح کی پہچان کو ہی اصل میں عرفانِ نفس کہا جاتا ہے اور یہی دین ہے۔

یعنی دین کے معنی ہیں ''جوہرِ انسان (روح) کی شناخت اور اس کی تکمیل'' یعنی مرتبۂ انسان کی پہچان اور اس کے حصول کا نام دین ہے۔ دوسرے الفاظ میں خود شناسی و خود بینی و خود یابی کا نام دین ہے اور خود شناسی یہ ہے کہ انسان کی تخلیق دو چیزوں سے عمل میں لائی گئی ہے ایک چیز تو ظاہری وجود ہے جسے جسم یا تن بھی کہتے ہیں اور جسے آنکھ سے دیکھا اور ہاتھوں سے چھوا جا سکتا ہے۔ اور دوسری چیز باطن ہے جسے روح' باطن یا دل کہتے ہیں، جس کا ذکر اوپر ہوا ہے' اسے نہ تو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی ظاہری ہاتھوں سے چھوا جا سکتا ہے۔ اسے صرف باطن ہی کی آنکھ سے دیکھا بھالا جا سکتا ہے۔ عارفوں کی اصطلاح میں انسان کے اس باطنی اور اصلی وجود کو دل، قلب، من یا روح کہتے ہیں۔ اور اس کا تعلق اس ظاہری جہان سے ہرگز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے۔ اس سے ظاہری جسم چھن بھی جائے تو اس کو قائم رہنا ہے کہ اسے فنا نہیں ہے۔ معرفتِ الٰہی اور جمالِ خداوندی کا مشاہدہ اس کی خاص صفت ہے۔ عبادت کا حکم اسی کو ہے' ثواب و عذاب اسی کے لئے ہے' سعادت و شقاوت اسی کا مقدر ہے اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہی معرفتِ الٰہی کی چابی ہے اور یہی دین کی حقیقت ہے۔

موجودہ دور میں مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جب علمِ باطن کا کوئی مسئلہ سامنے آتا ہے تو ان قرآنی آیات کو جن میں علمِ باطن کے متعلق واضح اور روشن ہدایات موجود ہیں' کچھ لوگ متشابہات کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں۔ آج کل کے دور میں یہی ہماری گمراہی کی بڑی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے ''باطن'' کو فراموش کر دیا ہے اور صرف ظاہر کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ آج کا انسان آفاق میں گم ہے اور اگر وہ اپنی ہستی کو پہچان لے تو ''آفاق'' اس کو اپنے اندر دکھائی دے گا۔

قرآنِ مجید میں بھی بار بار انسان کے باطن کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

❁ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الذّٰریٰت۔21)

ترجمہ: اور میں تمہارے اندر ہوں کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔

❁ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (سورۃ ق-16) ترجمہ: اور ہم تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں۔

❁ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ (سورۃ المجادلہ-22) ترجمہ: ان کے دلوں پر ایمان لکھا ہے۔

❁ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ۔ (الجاثیہ-23)

ترجمہ۔ (اے محبوب ﷺ) آپ نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو اِلٰہ (معبود) بنالیا ہے۔

❁ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔ (سورۃ الروم 8) ترجمہ: کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے۔

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے باطن کی طرف متوجہ کیا ہے:

❁ لَا يَسَعُنِيْ اَرْضِيْ وَ لَا سَمَآئِيْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِيْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

ترجمہ: نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمانوں میں لیکن بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

احادیثِ نبوی میں بھی باطن کی طرف اشارہ موجود ہے:

❁ بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو بلکہ وہ تمہاری نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

❁ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ترجمہ: عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

❁ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰى ترجمہ: مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

ایسی بے شمار آیات و احادیث موجود ہیں جن میں قلب و باطن کی طرف بندہ کی توجہ دلائی گئی ہے جو تخیل و تصور کا مرکز ہے اور اسی قلب و باطن میں ایمان ٹھہرایا گیا ہے اور شیطان لعین بھی اسی باطن میں وسوسے چھوڑتا ہے۔

❁ ترجمہ: وہ لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (الناس۔5)

دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی شناسائے حقیقت' رازِ پنہاں سے واقف ہستی یا کوئی مفکر پیدا ہوا ہے' اس نے اس حقیقت کا پردہ ضرور فاش کیا ہے کہ عرفانِ نفس سے ہی اصل آگہی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس قرآنی حقیقت سے ضرور پردہ اٹھایا ہے کہ نہ صرف خدا اور اس کا تخلیق کردہ یہ عالم ہی بلکہ پوری کائنات (یعنی تمام عالمین) انسانی قلب میں لطیف صورت میں موجود ہے یہ کوئی محض فلسفیانہ اصول نہیں جو ذہنی لطف یا دماغی کسرت کی تشفی کے لیے گھڑا گیا ہو یہ زندگی کی وہ حقیقت ہے جو قرآن وحدیث' انبیاء کرام اور فقرائے کاملین کی تعلیمات اور تجربے کی مضبوط بنیاد پر کھڑی ہے۔

❁ مولانا رومؒ اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے انسان سے فرماتے ہیں کہ شکل سے تو جہانِ صغیر ہے مگر حقیقت میں تو جہانِ کبیر ہے۔

پس بصورت عَالَمِ صُغریٰ توئی پس بمعنی عَالَمِ کُبریٰ توئی

آپؒ مزید فرماتے ہیں:

آدمی را ہست حس تن سقیم لیک در باطن یکے خلق عظیم

انسان جسمانی حواس کے نظریہ سے حقیر و ہیچ ہے مگر باطن میں ''عالمِ عظیم'' ہے۔

❁ خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یار باماست روز و شب حافظ ہمچوں جانے کہ ہست در رگ و پے

ترجمہ: اے حافظ! یار دن رات ہمارے ساتھ ہے جیسے زندگی ہماری رگ و پے میں ہے۔

❁ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یار در تو پس چرائی بے خبر

ترجمہ: یار تیرے اندر ہے تو کیوں بے خبر ہے۔

❁ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ بھی جستجوئے باطنی کی اہمیت نمایاں کرتے ہوئے انسان کو مخاطب کرتے ہیں ''تیری ہستی کی تاریکی میں آبِ حیات موجود ہے تو مچھلی بن جا اور خود کو اس آبِ حیات میں ڈال دے۔

آبِ حیات است اندر ظلمتِ ہستی تو ماہی شَو خویش را در آبِ حیات فگن

ایک اور جگہ آپؒ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اس نے معین الدین سے کہا تو کب تک ہر طرف دوڑتا پھرے گا تجھے جو بھی چاہیے اسے اپنے میں تلاش کرتا کہ تجھے پتہ چلے کہ تو کون ہے''

بامعین گفت ہر سُو تابہ کے خواہی دوید ہم ز خود جو' ہر چہ خواہی تا بدانی کیستی

❁ حضرت بلھے شاہؒ کے مطابق جس نے رازِ حق پایا ہے' راہِ باطن تلاش کر کے ہی پایا ہے اور جس نے یہ راز پا لیا وہ آخر سکونِ حقیقی کا حقدار بن گیا اور خوشی و غم' گناہ و ثواب' حیات و موت اور ہر طرح کے امتیاز سے آزاد ہو گیا۔

جس پایا بھید قلندر دا   راہ کھوجیا اپنے اندر دا
اوہ واسی ہے سکھ مندر دا   جتھے چڑھدی اے نہ لہندی اے
ایہہ تلکن بازی ویہڑا اے   تھم تھم کے ٹرو اندھیرا اے
وڑ اندر ویکھو کیہڑا اے   کیوں خلقت باہر ڈھونڈیندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

❁ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

''اے انسان! تجھ سے قریب ترین اگر کوئی چیز ہے تو تیری اپنی ہی ذات ہے اس لیے اگر تو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تو کسی دوسرے کو کیوں کر پہچان سکے گا؟ فقط یہ جان لینا کہ ''یہ میرے ہاتھ ہیں یہ میرے پاؤں ہیں۔ یہ میری ہڈیاں ہیں اور یہ میرا جسم ہے'' اپنی ذات کی شناخت تو نہیں ہے' اتنی شناخت تو اپنے لیے دیگر جانور بھی رکھتے ہیں۔ یا فقط یہ جان لینا کہ بھوک لگے تو کچھ کھا لینا چاہیئے غصہ آ جائے تو جھگڑا کر لینا چاہیئے۔ شہوت کا غلبہ ہو جائے تو جماع کر لینا چاہیئے یہ تمام باتیں تو جانوروں میں بھی تیرے برابر ہیں پھر تو ان سے اشرف و افضل کیوں کر ہوا؟ تیری اپنی ذات کی معرفت و پہچان کا تقاضا یہ ہے کہ تو جانے کہ تو خود کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا؟ اور جو تو آیا ہے تو کس کام کے لئے آیا ہے؟ تجھے پیدا کیا گیا ہے تو کس غرض کے لئے پیدا کیا گیا؟ تیری نیک بختی وسعادت کیا ہے؟ اور کس چیز میں ہے؟ تیری بدبختی وشقاوت کیا ہے اور کس چیز میں ہے؟ اور یہ صفات جو تیرے اندر جمع کر دی گئی ہیں اور ان میں سے بعض صفات حیوانی ہیں' بعض وحشی درندوں کی۔ بعض شیطانی بعض جناتی اور بعض ملکوتی ہیں' تو ذرا غور تو کر کہ تو ان میں سے کون سی صفات کا حامل ہے؟ تو ان میں سے کون ہے؟ تیری حقیقت ان میں سے کس کے قریب تر ہے؟ اور وہ کون کون سی صفات ہیں جن کی حیثیت تیرے باطن میں غریب واجنبی اور عارضی ہے؟ جب تک تو ان حقائق کو نہیں پہچانے گا اپنی ذات کی شناخت سے محروم رہے گا اور اپنی نیک بختی وسعادت کا طلب گار نہیں بنے گا کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی غذا علیحدہ علیحدہ ہے اور سعادت بھی الگ الگ ہے۔ چوپایوں کی غذا اور سعادت یہ ہے کہ کھائیں' پئیں' سوئیں اور مجامعت میں مشغول رہیں۔ اگر تو بھی یہی کچھ ہے تو دن رات اسی کوشش میں لگا رہ کہ تیرا پیٹ بھرتا رہے اور تیری شہوت کی تسکین ہوتی رہے۔ درندوں کی غذا اور سعادت لڑنے بھڑنے' مرنے مارنے اور غیظ وغضب میں ہے' شیطانوں کی غذا اور سعادت شر انگیزی اور مکر وحیلہ سازی میں ہے اگر تو ان میں سے ہے تو ان ہی جیسے مشاغل اختیار کر لے تا کہ تو اپنی مطلوبہ راحت ونیک بختی حاصل کر لے۔ فرشتوں کی غذا اور سعادت ذکر وتسبیح وطواف میں ہے جب کہ انسان کی غذا اور سعادت قربِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے انوارِ جمال کا مشاہدہ ہے۔ اگر تو انسان ہے تو کوشش کر کہ تو ذاتِ باری تعالیٰ کو پہچان سکے اور اس کے انوار و جمال کا مشاہدہ کر سکے اور اپنے آپ کو غصہ اور شہوت کے ہاتھ سے رہائی دلا سکے اور تو طلب کرے تو اس ذاتِ یکتا کو کرے تا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے اندر ان حیوانی و بہیمی صفات کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور تجھ پر یہ حقیقت بھی منکشف ہو جائے کہ پیدا کرنے والے نے ان صفات کو تیرے اندر جو پیدا کیا ہے تو کیا اس لیے کہ وہ تجھے اپنا اسیر بنا لیں اور تجھ پر غلبہ حاصل کر کے خود فاتح بن جائیں؟ یا اس لیے کہ تو ان کو اپنا اسیر و مسخر بنا لے اور خود ان پر غالب آ جائے اور اپنے ان اسیروں اور مفتوحین میں سے کسی کو اپنے سفر کا گھوڑا بنا لے اور کسی کو اپنا اسلحہ بنا لے تا کہ یہ چند دن جو تجھے اس منزل گاہ فانی میں گزارنا ہیں، ان میں اپنے ان غلاموں سے کام لے کر اپنی سعادت کا بیج حاصل کر سکے اور جب سعادت کا بیج تیرے ہاتھ آ جائے تو تُو ان کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہوا اپنی اس قرارگاہ سعادت میں داخل ہو سکے جسے خواص کی زبان میں ''حضورِ حق'' کہا جاتا ہے۔ یہ تمام باتیں تیرے جاننے کی ہیں۔ جس نے ان کو نہ جانا وہ راہِ دین سے دور رہا اور لامحالہ دین کی حقیقت سے حجاب میں رہا۔'' (کیمیائے سعادت)

❁ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اے طالب تو پہچان اپنی ذات کو اور کون ہے تو اور کیا ہے حقیقت تیری اور کیا ہے تیری نسبت حق تعالیٰ کی طرف اور کس وجہ سے تو حق ہے اور کس وجہ سے تو عالم (جہان) ہے۔'' (شرح فصوص الحکم والایقان)

❁ واصف علی واصف فرماتے ہیں: ''آپ کا اصل ساتھی اور آپ کا صحیح تشخص آپ کے اندر کا انسان ہے۔ اسی نے عبادت کرنی ہے اور اسی نے بغاوت۔ وہی دنیا والا بنتا ہے اور وہی آخرت والا۔ اسی اندر کے انسان نے آپ کو جزا اور سزا کا مستحق بنانا ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ کا باطن ہی آپ کا بہترین دوست ہے اور وہی بدترین دشمن، آپ خود ہی اپنے لیے دشوارئ سفر ہو اور خود ہی شادابی منزل، باطن محفوظ ہو گیا ظاہر بھی محفوظ ہو گیا۔''

عرفانِ نفس کے بارے میں علامہ اقبالؒ کا نظریہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے مماثلت رکھتا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں ''روح'' کو ''خودی'' اور عرفانِ نفس کو ''خودی کی پہچان'' کا نام دیا ہے لیکن آپؒ نے اپنے کلام میں کہیں موقع کے اعتبار سے روح، من اور دِل کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔

❁ حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل انسان روح ہی تھی' وہی مسجودِ ملائکہ بنی۔

سجدہ گاہِ کیست ایں از من مپرس   بے خبر! رودادِ جاں از تن مپرس

ترجمہ: یہ (روح) کس کی سجدہ گاہ ہے؟ یہ تو مجھ سے مت پوچھ۔ اے بے خبر! روح کی کہانی جسم سے نہ پوچھ۔ انسانی روح کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا' یعنی انسانی بدن میں جو روح ہے' وہی مسجودِ ملائکہ بنی (اور ابلیس اس انسانی وجود کو نہ پہچان سکا اس نے انسان کو مٹی گارے کا معمولی پُتلا سمجھا، گمراہ ہو گیا اور مردود ٹھہرا اور جبرائیل علیہ السلام جس نے انسان کے اندر موجود حقیقت کو پہچان لیا اور سب سے پہلے سجدہ میں گر گیا سردارِ ملائکہ بنا)۔

اب رحمِ مادر میں جب بچے کی صورت اور جسم مکمل طور پر تیار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں روح کو داخل کرتا ہے تو جسم کا ہر عضو حرکت کرنے لگتا ہے اور اس وقت تک حرکت میں رہتا ہے' جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور موت کے وقت پھر روح کو جسم سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔

1. بجاں پوشیدہ رمزِ کائنات است   بدن حالے ز احوالِ حیات است
2. عروسِ معنی از صورتِ حنابست   نمود خویش را پیرایہ ہابست
3. حقیقت روئے خود را پردہ باف است   کہ او را لذّتے در انکشاف است

ترجمہ: 1. کائنات یعنی اللہ تعالیٰ کا راز روح میں پوشیدہ ہے' جسم زندگی کے حالات میں سے ایک حال ہے۔
2. روح نے صورت (ظاہری جسم) کی مہندی لگائی اور اپنے اظہار کے لیے مختلف قسم کے لباس پہنے۔
3. حقیقت (اللہ تعالیٰ) اپنے چہرے کے لیے پردہ بُنتی ہے یا پردہ بُننے والی ہے' اس کے واسطے انکشاف میں لذت ہے' گویا روح جسم میں پوشیدہ رہ کر ہی اپنے اظہار کے ذریعے لذت حاصل کرتی ہے تا کہ اس کے راز کو تلاش کیا جا سکے۔

❁ سخن از بود نابودِ جہاں بامن چہ می گوئی   من ایں دانم کہ من ہستم، ندانم ایں چہ نیرنگ است

ترجمہ: مجھ سے اس دنیا کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کیوں بات کرتے ہو مجھے تو بس یہ معلوم ہے کہ میرے وجود (روح) کو بقا ہے میرے اردگرد یہ ظاہری رنگارنگی کیسی ہے یہ مجھے معلوم نہیں۔

پہلے خود کو جاننا اور پہچاننا ضروری ہے۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے' اسے دیکھنا بعد کی بات ہے' یعنی پہلے اپنی خودی کو پہچان اور پھر دنیا کے لیے کام کر۔ تب تیرا کام اللہ کی رضا کے مطابق ہوگا۔

علامہ اقبالؒ اپنے پورے کلام میں خودی کی حقیقت بیان کرتے اور خودی (من، دل، روح) کی پہچان حاصل کرنے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں' کیونکہ خودی کی پہچان (عرفانِ نفس) کے بغیر انسان کی مثال حیوان کی سی ہے۔

❁ دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب — آنکھ کا نور' دل کا نور نہیں

❁ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی — تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن' اپنا تو بن

❁ من کی دنیا! من کی دنیا سوز و مستی' جذب و شوق — تن کی دنیا! تن کی دنیا سود و سودا' مکر و فن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں — تن کی دولت چھاؤں ہے' آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

❁ دل میں ہو سوزِ محبت کا وہ چھوٹا سا شرر — نور سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر

❁ خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں — جو ناز ہو بھی تو بے لذتِ نیاز نہیں

❁ عرش کا ہے' کبھی کعبے کا ہے دھوکہ اس پر — کس کی منزل ہے الٰہی! مرا کاشانۂ دل

❁ ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی — ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

❁ خودی وہ بحر ہے' جس کا کوئی کنارہ نہیں — تو آبجُو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

❁ یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صُبح گاہی — کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی
تری زندگی اِسی سے' تری آبرو اِسی سے — جو رہی خودی تو شاہی' نہ رہی تو رُوسیاہی

❁ خودی میں گم ہے خدائی' تلاش کر غافل — یہی ہے تیرے لیے اب صلاحِ کار کی راہ

❁ تو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دور نہیں — وہ جلوہ گاہ تیرے خاک داں سے دور نہیں

اے بشری جسم میں مقید انسان اللہ تعالیٰ کی ذات تجھ سے دور نہیں بلکہ اے خاکی انسان غور کر اللہ تعالیٰ کا جلوہ تجھ ہی میں ہے۔

❁ خودی کی جلوتوں میں مصطفائی — خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش — خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

❁ خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا — مقامِ رنگ و بُو کا راز پاجا

❁ حکیمی' نامسلمانی خودی کی — کلیمی' رمزِ پنہانی خودی کی
تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں — غریبی میں نگہبانی خودی کی

خودی کی پہچان سے محروم انسان کو اقبالؒ مردہ تصور کرتے ہیں۔

❁ ترا تن روح سے نا آشنا ہے — عجب کیا! آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے روح سے بیزار ہے حق — خدائے زندہ' زندوں کا خدا ہے

جب نوجوانوں کو خودی کی پہچان حاصل ہو جاتی ہے اور روح کو طاقتِ پرواز مل جاتی ہے تو اُن کو اپنی منزل عالمِ لاھوت میں ذاتِ حق کے دیدار کی صورت میں نظر آتی ہے۔

❁ عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں — نظر آتی ہے اُن کو اپنی منزل آسمانوں میں

خودی کی پہچان (دیدارِ الٰہی) کی منزل تک بتدریج کسی مرشد کامل کی زیرِ نگرانی پہنچا جا سکتا ہے۔

❁ دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج — بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور
احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ — ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

❁ جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا — ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے
کھلتے نہیں اس قُلزمِ خاموش کے اسرار — جب تک تو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

❁ تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن — کہ تو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی

اقبالؒ بشری اور روحانی جسم میں سے روحانی جسم کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کی زندگی کو ہی زندگی گردانتے ہیں۔

❁ دل کی آزادی شہنشاہی' شکم سامانِ موت — فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم

❁ خودی کا سرِّ نہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — خودی ہے تیغ فساں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

❁ روح اسلام کی ہے نورِ خودی' نارِ خودی — زندگانی کے لیے نارِ خودی نُور و حضور

انسانی وجود کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انسانی وجود ''خودی کی پہچان'' کے بغیر بیکار ہے۔

❁ نہ ہے ستارے کی گردش نہ بازیِ افلاک — خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ

❁ وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کی نمود — کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

اگر زبان نے ''لَآ اِلٰہَ'' کہہ بھی دیا تو اُس سے کچھ فرق نہیں پڑتا اصل مرحلہ تو تصدیق قلب کی منزل تک پہنچنا ہے۔

❁ خرد نے کہہ بھی دیا ''لَآ اِلٰہَ'' تو کیا حاصل — دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

❁ دلِ مُردہ دل نہیں ہے' اسے زندہ کر دوبارہ — کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کُہن کا چارہ

دنیا کے مدرسوں، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:-

اقبالؒ! یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا — موزوں نہیں مکتب کے لیے ایسے مقالات
بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے — پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

مسلمانوں میں خودی کی پہچان کا جذبہ نہ رہا اور صرف ظاہر اور بشری وجود ہی رہ گیا اور روح مردہ ہو گئی۔

❁ خودی کی موت سے مغرب کا اندرُوں بے نور — خودی کی موت سے مشرق ہے مبتلائے جذام
خودی کی موت سے روحِ عرب ہے بے تب و تاب — بدن عراق و عجم کا ہے بے عُروق و عظام
خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر — قفس ہوا ہے حلال اور آشیانہ حرام
خودی کی موت سے پیرِ حرم ہوا مجبور — کہ بیچ کھائے مسلمانوں کا جامۂ احرام

❁ اے ترا ہر لحظ فکرِ آب و گِل — از حضورِ حق طلب یک زندہ دل

ترجمہ: تجھے ہر لمحہ فکرِ معاش ہی رہتا ہے' اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ دل طلب کر۔

روح باحق زندہ و پائندہ ایست — ورنہ ایں را مردہ آں را زندہ ایست

ترجمہ: حضورِ حق میں رہنے والی روح ہی زندہ ہے' ورنہ تو خدا کے نزدیک مردہ ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ انسان سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اپنی خودی کو زندہ کر اور خودی ایک ایسا راز ہے جو کائنات کے ہر راز سے واقف ہے۔

تو شمشیری ز کامِ خود بروں آ — بروں آ از نیامِ خود بروں آ
نقاب از ممکناتِ خویش برگیر — مہ و خورشید و انجم را بہ برگیر

ترجمہ: تیری خودی اگر ظاہر ہو جائے تو تلوار ہے' اپنی نیام سے باہر آ۔ یعنی بشری جسم کے جال سے نکل اور خودی کی پہچان اور اپنے ممکنات (بشری حجابات) سے نقاب ہٹا دے اور یوں چاند سورج اور ستاروں کو اپنے پہلو میں لے لے۔

خودی از کائناتِ رنگ و بو نیست — حواسِ ما میانِ ما و او نیست
نگہ راہ در حریمش نیست راہے — کُنی خود را تماشا بے نگاہے

ترجمہ: خودی کا تعلق اس ظاہری اور مادی دنیا سے نہیں ہے۔ ہمارے حواس (حواسِ خمسہ) اس (اللہ تعالیٰ) کے اور ہمارے درمیان حائل ہیں۔ ہماری آنکھ خودی کے حجابات کو نہیں چیر سکتی۔ تو اپنی خودی کا تماشا ظاہری آنکھ کے بغیر کرتا ہے۔

اگر چشمے کشائی بر دلِ خویش — درونِ سینہ بینی منزلِ خویش

ترجمہ: اگر تو اپنے دل پر نظر ڈالے تو سینے میں ہی اپنی منزل (اللہ تعالیٰ) کو پالے گا۔

1. خودی تا ممکناتش وا نماید — گرہ از اندرونِ خود کشاید
2. ازاں نورے کہ وا بیند نداری — تو او را آنی و فانی شماری
3. ازاں مرگے کہ می آید چہ باک است — خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است

ترجمہ: 1. خودی اپنے اظہار کے لیے اپنے اندر کی بندشوں کو توڑ ڈالتی ہے۔ 2. خودی وہ نور ہے' جس سے ہر چیز واضح نظر آتی ہے اور تو خودی کو فانی سمجھتا ہے' یعنی تجھے خودی کی حقیقت ہی معلوم نہیں ہے۔ 3. وہ موت جو اس بشری جسم کو آتی ہے' اس موت سے کیا ڈرنا۔ خودی کو اپنی پہچان جب حاصل ہو جاتی ہے تو وہ موت سے پاک ہو جاتی ہے یعنی وہ جاودانی ہو جاتی ہے (اگر یقین نہیں ہے تو فقراء کے مزاروں پر جلتے ہوئے چراغ دیکھ لے)۔

1. چوں از خود گردِ مجبوری فشاند ‏ ‏ ‏ ‏ جہانِ خویش را چوں ناقہ راند
2. نگردو آسماں بے رخصت او ‏ ‏ ‏ ‏ نہ تابد اخترے بے شفقت او
3. قطارِ نوریاں در رہ گذار است ‏ ‏ ‏ ‏ پے دیدار او در انتظار است
4. شراب افرشتہ از تاکش بگیرد ‏ ‏ ‏ ‏ عیارِ خویش از خاکش بگیرد

ترجمہ: 1. جب خودی اپنی پہچان حاصل کر لیتی ہے' تو وہ بشری جسم کی طرح مجبور و بے بس نہیں رہتی پھر وہ دنیا کو اونٹنی کی طرح ہانکتی ہے۔ یعنی دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتی ہے۔ 2. آسمان بھی اس کی اجازت کے بغیر گردش نہیں کرتا اور کوئی ستارہ اس کی شفقت کے بغیر نہیں چمکتا یعنی تمام کائنات اس کے تابع فرمان ہو جاتی ہے۔ 3. فرشتے اس کی راہ میں قطار در قطار دیدار کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں۔ 4. فرشتہ اس کے تاک سے شراب حاصل کرتا ہے اور اپنی قدر و قیمت اس کی خاک (بشری وجود) سے حاصل کرتا ہے۔

اسی مقام کے بارے میں اقبالؒ نے فرمایا:

۞ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے ‏ ‏ ‏ ‏ خدا بندے سے خود پوچھے' بتا تیری رضا کیا ہے

۞ خودی ز اندازہ ہائے ما فزون است ‏ ‏ ‏ ‏ خودی زاں کل کہ تو بینی فزوں است

ترجمہ: خودی ہمارے اندازوں سے بڑھ کر ہے' خودی اس کُل (اللہ تعالیٰ) سے ہے جسے تو دیکھتا ہے۔

۞ تو می گوئی مرا از ''من'' خبر کن ‏ ‏ ‏ ‏ چہ معنی دارد ''اندر خود سفر کن''؟
ترا گفتم کہ ربطِ جان و تن چیست ‏ ‏ ‏ ‏ سفر در خود کن و بنگر کہ ''من'' چیست

ترجمہ: تو یہ کہتا ہے کہ مجھے من کے بارے میں بتا۔ اپنے اندر سفر کرنے سے کیا مراد ہے میں نے تجھے بتایا تھا کہ روح و جسم کا باہمی ربط کیا ہے تو اپنے اندر سفر کر اور دیکھ لے کہ ''من'' کیا ہے۔

خودی تعویذِ حفظِ کائنات است ‏ ‏ ‏ ‏ نخستیں پرتو ذاتش حیات است

ترجمہ: خودی کائنات کے تحفظ کا تعویذ ہے اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات کا پہلا اظہارِ حیات ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے جب اللہ تعالیٰ میں اظہار کا شوق پیدا ہوا تو سب سے پہلے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں خود کو ظاہر کیا اور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مخلوق کو پیدا کیا۔

بینی جہاں را خود را نبینی ‏ ‏ ‏ ‏ تا چند ناداں غافل نشینی؟

ترجمہ: تو دنیا کو دیکھتا ہے' لیکن خود کو نہیں پہچانتا تو کب تک اپنی ہستی سے غافل رہے گا۔

بجانِ من کہ جاں نقش تن انگیخت ‏ ‏ ‏ ‏ ہوائے جلوہ ایں گل را دو رو کرد
ہزاراں شیوہ دارد جانِ بے تاب ‏ ‏ ‏ ‏ بدن گردد چو بایک شیوہ خو کرد

ترجمہ: میری روح نے جب خود ہی جسم کا نقش ابھارا تو جلوہ (حق) ظاہر ہونے کی خواہش نے اس پھول (جسم اور روح) کو دو رُخ عطا کر دیئے یوں جسم اور روح دو الگ الگ وجود نظر آنے لگے جبکہ دونوں کی بنیاد ایک روح ہی ہے گویا بدن روح ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔

در جہانِ دل ما دورِ قمر پیدا نیست ‏ ‏ ‏ ‏ انقلابیست و لے شام و سحر پیدا نیست

ترجمہ: ہمارے دل (باطن) کی دنیا زمان و مکاں (Time and Space) سے آزاد ہے۔ اس میں شام و سحر نہیں ہے۔ ہر لمحہ ایک انقلاب ہے۔

اور دل جب بیدار ہو جاتا ہے تو وہ صفاتِ فاروقِ اعظمؓ اور صفاتِ حیدرِ کرارؓ سے متصف ہوتا ہے۔

دل بیدار فاروقیؓ، دل بیدار کراریؓ ‏ ‏ ‏ ‏ مِس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک ‏ ‏ ‏ ‏ نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری

۞ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ عرفانِ نفس کے بارے میں فرماتے ہیں:

۞ اے انسان! کیا تو نے اپنے اندر اس حقیقت کو تلاش کیا ہے کہ اصل میں تیری حقیقت کیا ہے تو کہاں سے آیا ہے؟ تیرا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ اور تو نے واپس لوٹ کر کہاں جانا ہے؟

۞ اپنے اندر اپنی حقیقت تلاش کر۔ تیری حقیقت تو وہ ذات ہے جو تیری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ تیری اپنی ذات ہی کی تلاش میں تجھے وہ ذات مل جائے گی۔

۞ اپنی ذات کو پہچان۔ جب تو اپنی ذات کو پہچان لے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی حاصل ہو جائے گی لیکن اس حقیقت تک پہنچنے کیلئے پہلے اپنے دل سے زنگ دور کر اور نفسانی حجابات سے چھٹکارہ حاصل کر اس کے بعد تیرا دل ایک ایسا آئینہ بن جائے گا جس میں وہ ذات بے حجاب نظر آئے گی۔

۞ انسان کا باطن ایک عظیم الشان نوری جوہر اور حق کا آئینہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتا ہے اور اس کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ پوری کائنات اس میں رائی کے دانہ کے برابر نظر آتی ہے اور یہی وہ حقیقی انسان ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر چلا جاتا ہے۔ گوشت پوست کا یہ ظاہری جسم نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف لوٹ کر جاتا ہے یہ اسی دنیا میں پیدا ہوتا ہے یہیں ختم ہوتا ہے یہیں دفن ہوتا اور یہیں فنا ہو جاتا ہے۔

۞ اپنے باطن کو بیدار کر کیونکہ وہی اصل انسان ہے اسی کا کام عبادت ہے کیونکہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ''حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' وہی جنت والا اور دوزخ والا ہے۔ جس کا باطن درست ہو گیا اس کا ظاہر بھی درست ہو گیا۔

۞ اگر تو باطن کا بند قفل کھولنا چاہتا ہے تو اس کی کلید کسی مردِ کامل (مرشد کامل اکمل) سے حاصل کر۔ باطن کے قفل کو کھولنے والی چابی اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ

تمام عارفین اور فقراء کی طرح سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ بھی انسان کو اپنے من میں جھانکنے اور اپنی ذات پر غور کرنے کی تلقین کرتے ہیں آپؒ چونکہ صوفیاء کرام میں عظیم مرتبہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اس لئے آپؒ کا انداز بھی سب سے منفرد اور جداگانہ ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تر تعلیمات خواہ نثر کی شکل میں ہوں یا شاعری کی شکل میں' قرآن و حدیث کی خوبصورت شرح ہیں۔ آپؒ قرآن پاک کی اس آیت کہ ''اللہ شہ رگ سے نزدیک ہے'' کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ اس ہستی کی تلاش کے لئے پہلے اپنے اندر رسائی ضروری ہے۔ اپنے باطن کے اندر اللہ پاک کی موجودگی پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے لئے لفظ نزدیک کا استعمال بھی موزوں نہیں ہے کیونکہ یہ لفظ بھی علیحدگی اور دوئی کا مظہر ہے بلکہ وہی تو ہماری ہستی ہماری حقیقت ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

قربِ حق نزدیک من حبل الورید ‏ ‏ ‏ ‏ تو جمالش را نہ بینی بے نظیر

ترجمہ: اللہ پاک کی ذات شہ رگ سے بھی قریب ہے مگر تو اندھا ہے اور لقائے خدا تیرا مقدر نہیں ہے۔ (دیوانِ باھُو)

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی شرح میں فرماتے ہیں: جان لے کہ نفسِ امارہ کی قوت وغذا گناہ ومعصیت ہے بلکہ یوں کہیے کہ نفسِ امارہ کا تو پیشہ ہی گناہ ومعصیت ہے۔ اگر آدمی رات دن نماز وروزہ جیسی طاعت وبندگی میں مشغول رہے اور ہمیشہ قائم اللّیل و صائم الدہر رہے تو اِس کے باوجود بھی نفسِ امارہ گناہ سے باز نہیں آتا کہ اُس کی تو خصلت ہی گمراہی ہے۔ آدمی چاہے رات دن مسائلِ فقہ کے مطالعہ میں مشغول رہے یا ریاضتِ تقویٰ وتلاوتِ قرآن اور نص وحدیث کے مطالعہ میں مصروف رہے، نفسِ امارہ گناہوں سے باز نہیں آتا کہ اُس کا یارانہ نفس وشیاطین سے ہے۔ آدمی چاہے خانہ کعبہ کا طواف وحج کرتا رہے یا میدانِ جنگ میں جہاد وقتال کرتا رہے یا ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ، مکاشفہ، کشف القلوب اور کشف القبور کے مراتب حاصل کر کے غوث وقطب بن جائے نفسِ امارہ گناہوں سے باز نہیں آتا بلکہ ہر وقت گناہوں کی طرف مائل رہتا ہے کہ اُس کی نظر ہمیشہ مردار گناہ پر لگی رہتی ہے لیکن جب تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اُس کے دِل میں قرب ووصالِ الٰہی کی تجلّیات کا شعلہ بھڑکتا ہے تو وہ وحدانیتِ نُورِ حضور کے دریا میں غرق ہوکر عارف باللہ فنافی اللہ کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اِس مقام پر نفسِ امارہ عاجز ہوکر گناہوں سے رک جاتا ہے اور اُسے قدرتِ الٰہی کی طرف سے بے کام وبے زبان الہامات کے ذریعے حکم ہوتا ہے کہ اے نفسِ امارہ! حیا کر اور باادب ہوجا۔ قدرتِ الٰہی کے اِن الہامات کو سن کر نفسِ امارہ تائب ہوجاتا ہے اور مسلمان ہوکر صحیح اقرار وقلبی تصدیق کے ساتھ کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پڑھ لیتا ہے اور گناہوں سے توبہ کر کے نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے۔ پھر وہ طلبِ راستی میں دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبول کر کے منتہی ولی اللہ بن جاتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کے اس انتہائی مقام پر جب وہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ کا مصداق بن کر اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے تو اُسے اپنے ربّ کی پہچان اس علامت سے ہوجاتی ہے کہ اُس کے نفس پر الہاماتِ ربانی کا نزول شروع ہوجاتا ہے کیونکہ مقامِ معرفت پر پہنچ کر نفس میں کوئی نفسانی وشیطانی باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد اگر تمام حور وقصور، نعم ہائے بہشت وتمام زینتِ دنیا نفس کے گرد جمع ہوجائیں تو وہ اُسے اختیار نہیں کرتا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا بے شک اُس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا) اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ خطاب اس لیے کیا گیا ہے کہ اس سے آدمی کے احوال اُس کے سامنے آجاتے ہیں پھر اُس کا نفس ہوا (نفسانی خواہشات) سے اور دِل گناہوں سے مطلق بیزار ہوجاتا ہے۔ بندے کو بندگی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، بندگی کے بغیر بندے کی ساری عمر محض شرمندگی ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو اپنے بیٹوں سے فرمایا:- ''مجھ سے پانچ سبق سیکھ لو تمہارے کام آئیں گے (۱) اللہ کے سوا کسی سے دِل نہ لگانا، مَیں نے بہشت سے دِل لگایا اور مجھے اُس سے جدا کر دیا گیا، (۲) عورتوں کے کہنے پر کوئی کام نہ کرنا کہ مَیں نے حوا کی رائے پر عمل کیا اور وہ مجھے راس نہ آیا، (۳) اگر تمہارا دِل کوئی چیز مانگے تو اُسے مت دو کہ میرے دِل نے درخت کا میوہ کھانا چاہا تو مَیں نے کھا لیا مگر وہ مجھے راس نہ آیا، (۴) کوئی کام کرتے وقت کسی سے مشورہ ضرور کر لینا، اگر مَیں فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو اس حال کو نہ پہنچتا، (۵) اگر کوئی بلاوجہ قسم کھائے تو اُس پر اعتبار نہ کرنا کہ ابلیس لعین نے میرے سامنے قسم کھائی تو مَیں نے اُس پر اعتبار کر لیا، پھر جو نقصان مجھے پہنچنا تھا وہ پہنچ کے رہا۔'' مصنف کہتا ہے کہ فقیر کے لیے فقط طلب اللہ ہی کافی ہے اور باقی ہر طلب ہوس ہے۔ (محک الفقر کلاں)

دل انسانی جسم میں ایک وسیع اور عظیم الشان نوری جوہر اور آئینہ حق نما ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہوتا ہے اور تمام کائنات اس میں رائی کے دانے کے برابر نظر آتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کا نکتہ نظر یہ ہے کہ دل میں معرفتِ الٰہی سے ایسی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے دونوں جہان کی کل کیفیات دل میں سما جاتی ہیں اور صاحبِ نظر دل کی آنکھوں سے اس کا صاف نظارہ کرتا ہے اور عاشقِ الٰہی تو ہمیشہ ہی اپنے دل کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:-

❁ قلب ایک نہایت وسیع ولایت اور ملکِ عظیم ہے دونوں جہان اور ساتھ مخلوق اس میں سما سکتے ہیں لیکن قلب دونوں جہانوں میں نہیں سما سکتا۔ (فضل اللقاء)

❁ ہر کتابے نقطہ از دل کتاب   دل کتابے دفتر حق بے حساب

ترجمہ: ہر کتاب کتابِ دِل کا ایک نقطہ ہے کہ کتابِ دِل نے بے شمار دفاترِ حق کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ شرحِ دِل اور حقیقتِ دِل کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ دِل کسے کہتے ہیں اور قلب کسے سمجھا جاتا ہے؟ جان لے کہ زمین کی وسعت آسمان کی وسعت کے مقابلے میں محض ایک قطرہ ہے، جملہ آسمان بلندی وفراخیٔ لوح کے مقابلے میں ایک قطرہ ہیں، لوح قلم کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے، عرشِ اکبر کے بے شمار کنگرے ہیں، ہر کنگرے پر کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا ہے، ہر کنگرے پر ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے، ہر قندیل میں قدرتِ الٰہی سے زمین وآسمان کے چودہ طبق تہہ در تہہ رکھے ہوئے ہیں، ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق آباد ہے، ہر مخلوق اپنی اپنی زبان سے کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا ذکر کر رہی ہے۔ عرشِ اکبر اور تمام قندیلیں دِل کے مقابلے میں اسپند کے دانے کے برابر ایک قطرہ ہیں۔ سن اے ہوشمند! جب کوئی آدمی اہلِ اسلام عارف باللہ کے دِل کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ مخلوق بلکہ عرش وکرسی کی تمام مخلوق میں تہلکہ مچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملانِ عرش وکرسی! تم اِس طرح جنبش میں کیوں ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ایک مومن کا دِل کسی نے دکھایا ہے اور وہ جلالیت میں آکر جنبش کر رہا ہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب دکھ دینے والے پر نازل ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جان لے کہ ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ، مکاشفہ اور خلوتِ حجرہ سے اکتساب کرنا خام وناقص لوگوں کا مرتبہ ہے کہ حجرہ وخلوتِ دِل بہتر ہے حجرہ وخلوتِ خاک سے کہ حجرۂ خاک دِل کے حجرے سے کمتر ہے۔ جس نے بھی رازِ حق کو پایا دِل ہی سے پایا اور جس نے دِل سے رازِ حق کو پا لیا اُس نے خود کو حجرہ وخلوتِ خاک سے آزاد کرا لیا۔ یوں جانیے کہ حجرۂ خاک میں خلوت نشین ہوکر چالیس روز کا چلہ کاٹنا مطلق جہالت بلکہ شرک وکفر ہے کہ ایسے چلہ کش کہا کرتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ چلہ وحجرہ وخلوت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ ایسا کہتے وقت اللہ کے نام کو درمیان میں لاتے ہی نہیں۔ اسی سبب سے حجرہ وخلوت نشینی محض استدراج ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی رویہ نہیں کہ ظاہر کو سنت طریقہ سے باجماعت نمازِ شریعت میں مشغول رکھا جائے اور باطن کو قوتِ طریقت وحقیقت ومعرفت میں غرق رکھا جائے۔ ظاہر کو مخلوق کے ساتھ رکھا جائے اور باطن کو خالق کے ساتھ۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جو قلب ایک دفعہ بیدار ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ رویتِ الٰہی میں مستغرق ہونے کے لئے مشتاق، عاشق، دیوانہ، مبتلا اور متوجہ رہتا ہے۔ (قربِ دیدار)

حقیقت تک پہنچنے کا راستہ انسانی قلب میں ہے اور انسانی جسم میں یہی وہ جگہ ہے جہاں ذاتِ الٰہی کے جلوے نظر آتے ہیں اور اگر قلبِ انسان پر سے زنگ اتر جائے اور حجابات کے دور ہونے کے بعد یہ صاف ہوجائے تو فطرتِ انسانی قلب کے واسطہ سے وجدانِ حقیقی تک جا پہنچتی ہے گویا قلب انسان کی روحانی کیفیات کا مرکز ہے اگر یہ درست ہے تو جو اعمال بھی سرزد ہوں گے وہ درست ہوں گے اور اگر یہ مرکز سیاہ ہوجائے اور اپنی جگہ

سے مل جائے تو روحانی اقدار تباہ ہو جاتی ہیں۔ انسانی جسم کے اندر دل ہی ہے جس میں ذاتِ حق جلوہ گر ہے۔ اور وہ ذات انسان میں پوشیدہ ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں)۔ اس حقیقت سے واقفانِ حقیقت یا طالبِ صادق ہی واقف ہوتے ہیں۔

''عقلِ بیدار'' میں حضرت سخی سلطان باھُوؒ دل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

- میں نے اپنے دل میں قبلہ دیکھا اور حق کا دیدار کیا اور پھر خدا کے سامنے سربسجود ہو گیا۔
- دل وجود کے اندر اللہ کا ایک خزانہ ہے۔ اہلِ دل محمود ہیں اور اس کی نمود بھی محمود سے ہی ہے۔
- خطرات کے باعث دل شیطان کا گھر بن جاتا ہے اور اہلِ معرفت کا دل پُرنور رہتا ہے۔
- دل ایک لطیفہ ہے اور اپنی لطافت کے باعث خدا سے ملتا ہے اور دل وحدت اور حق کی بقا کا ایک راز ہے۔
- دنیا کے طالب اہلِ دل نہیں ہوتے وہ سراسر بے حیا' روسیاہ اور شرمندہ ہوتے ہیں۔
- باھُوؒ اس شخص کا دل' دم اور روح ایک ہو جاتے ہیں جو ایک اللہ کا سجدہ اور نماز صبح شام ادا کرتا ہے۔
- آدمی کا دِل گہرے سمندر کی مثل ہے اور اس کا جسم حباب کی مثل۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- جان لے کہ دِل جب سِرِّ اسرار کے خزانے سے، انوارِ الٰہی کے مشاہدے سے، ذکر اللہ سے اور معرفتِ الٰہی سے زندہ ہو جاتا ہے اور جب دِل کے حواسِ خمسہ کھل جاتے ہیں تو ظاہری نفسانی وجود کے حواسِ خمسہ بند ہو جاتے ہیں۔ (مجالسۃ النبیؐ)
- آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے ابیات میں فرماتے ہیں:

چرا در زندگی اے دِل نہ کوشی   چرا زیں شربت شیریں نہ نوشی
چو دِل زندہ شود ہر گز نہ میرد   دلے بیدار شد خوابش نہ گیرد

ترجمہ: اے دِل تو زندہ ہونے کی کوشش کیوں نہیں کرتا تو یہ میٹھا شربت (زندگیِ دل) کیوں نہیں پیتا۔ دِل جب زندہ ہو جائے تو پھر یہ مرتا نہیں اور جب بیدار ہو جائے تو سوتا نہیں۔ (مجالسۃ النبیؐ)

- چشمِ بند عینک بہ پیش چشمِ دِل   خوش بین دیدار را در جسمِ گِل

ترجمہ: دِل کی آنکھ کے سامنے ظاہری آنکھ کو بند کر لے اور مٹی کے جسم میں دیدار کو اچھی طرح دیکھ۔ (گنج الاسرار)

- قلب کے تین حروف ہیں ''ق۔ل۔ب۔'' حرف ''ق'' سے مراد قُربِ الٰہی اور حرف ''ل'' سے مراد لقائے الٰہی، حرف ''ب'' سے مراد بقاباللہ۔ جو شخص اِن صفات سے متصف ہے وہ صاحبِ قلب ہے ورنہ وہ اہلِ کلب (کتا) ہے۔ (قرب دیدار)
- مصنف کہتا ہے کہ کافر کی روح بھی کافر، عقل بھی کافر اور دِل بھی کافر ہے۔ وہ علم بھی کفر کا پڑھتا ہے اور کفر کی راہ سے رزق بھی حرام کھاتا ہے۔ منافق کی روح بھی منافق، دِل بھی منافق، نفس بھی منافق اور عقل بھی منافق ہے۔ وہ علم بھی منافقت کا پڑھتا ہے اور رزق بھی منافقت کا کھاتا ہے یعنی وہ علم بھی حصولِ دنیا کی خاطر پڑھتا ہے اور علم کو حرص وحسد و کبر جیسے خصائلِ بد کی تسکین کے لیے استعمال کرتا ہے۔ مومن کی روح بھی مومن، دِل بھی مومن، نفس بھی مومن اور عقل بھی مومن ہے۔ اُس کا علم اُسے اسلام، امانِ الٰہی اور معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ جو رزق بھی کھاتا ہے اللہ کا شکر بجالاتا ہے اور اپنے نفس سے انصاف کرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)
- دِل کعبۂ اعظم است بہ کن خالی از بتاں   بیت المقدس است مکن جائے بت گراں

ترجمہ: تیرا دِل کعبۂ اعظم ہے اسے بتوں (غیر اللہ) سے پاک کر۔ تیرا دِل بیت المقدس ہے اسے بُت گروں کی دکان مت بنا۔ (عین الفقر باب ہفتم)

- آپؒ دِل کی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''دِل تین قسم کے ہوتے ہیں یعنی قلبِ سلیم، قلبِ منیب، قلبِ شہید۔ قلبِ سلیم وہ ہے کہ جس میں سوائے معرفتِ الٰہی کے کچھ نہ ہو۔ قلبِ منیب وہ ہے جو ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور قلبِ شہید وہ ہے جو ہر وقت جمالِ الٰہی کے مشاہدے میں غرق رہے اور ہر چیز میں تجلیاتِ ذات کا مشاہدہ کرے۔ (عین الفقر باب ہفتم)

آپ رحمتہ اللہ علیہ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

- ایہہ تن رب سچے دا حجرا، وِچ پا فقیرا جھاتی ھُو
  ناں کر منت خواج خضر دی، تیرے اندر آب حیاتی ھُو
  شوق دا دِیوا بال ہنیرے، متاں لبھی وست کھڑاتی ھُو
  مرن تھیں اگے مر رہے باھُوؒ، جنہاں حق دی رمز پچھاتی ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیرا جسم اللہ پاک کی جلوہ گاہ ہے تو اپنے جسم کے اندر جھانک کر تو دیکھ اور اس خضر علیہ السلام کا محتاج نہ بن جس نے آبِ حیات پی کر حیاتِ جاودانی حاصل کر لی۔ بلکہ تیرے اندر تو عشقِ الٰہی کا آبِ حیات موجود ہے۔ اپنے اندر عشق کا چراغ روشن کر شاید تجھے کھوئی ہوئی امانتِ حقیقی (ذاتِ حق تعالیٰ) مل جائے جو تیرے دِل کے اندر ازل سے پوشیدہ ہے اور جنہوں نے اس راز کو پالیا وہ موت سے پہلے مر گئے اور انہوں نے حیاتِ جاودانی حاصل کر لی۔

- دِل دریا سمندروں ڈونگھا، غوطہ مار غواصی ھُو
  جیں دریا وَنج نوش نہ کیتا، رہسی جان پیاسی ھُو
  ہر دَم نال اللہ دے رکھن، ذِکر فکر دے آسی ھُو
  اُس مرشد تھیں زَن بہتر باھُوؒ، جو پھند فریب لباسی ھُو

دل تو دریاؤں اور سمندروں سے بھی زیادہ گہرا ہے۔ اس کی گہرائی تک پہنچنے کی سعی اور جدوجہد کر کیونکہ یہاں ہی دریائے وحدت ہے اور اگر تُو دریائے وحدت کو نوش کرنے میں ناکام رہا تو تیری ذات ہمیشہ دیدارِ حق تعالیٰ کی پیاسی رہے گی (اور یہ محرومی کائنات کی سب سے بڑی محرومی ہے)۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیشہ ذکر اور تصور ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ساتھ ساتھ دیدارِ یار کی فکر اور پریشانی میں بھی ہلکان رہ۔ لیکن اس راہ پر چلنے سے پہلے مرشد کامل اکمل کو تلاش کر کے اس کی غلامی اختیار کر کیونکہ دیدارِ حق تعالیٰ کی منزل تک وہی پہنچا سکتا ہے۔ دیکھ کہیں ناقص مرشد کے ہتھے نہ چڑھ جانا کیونکہ یہ تو طالبوں کو صرف باتوں سے بہلائے رکھتے ہیں۔ ان کے پاس دینے کو جھوٹے وعدوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور یہ خود اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ ان سے بہتر تو وہ عورت ہے جو مکار اور دھوکے باز ہونے کے باوجود کم از کم اپنے چاہنے والوں کی خواہشات کی تسکین کا سامان تو کر دیتی ہے۔

- ایہہ تن رب سچے دا حجرا، دِل کھڑیا باغ بہاراں ھُو
  وِچے کُوزے وِچے مُصَلّے، وِچ سجدے دِیاں تھاراں ھُو
  وِچے کعبہ وِچے قبلہ، وِچے اِلَّا اللہ پکاراں ھُو
  کامل مرشد ملیا باھُوؒ، اُوہ آپے لیسی ساراں ھُو

جب سے ''باطن'' کی یہ حقیقت ہم پر ظاہر ہوئی ہے کہ میرا دل تو محبوبِ حقیقی کی جلوہ گاہ ہے' میری خوشی اور مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ میرے اندر ہی کوزے ہیں کہ ان سے دل کی طہارت اور پاکیزگی کا وضو کر کے اور تزکیہ نفس کے مصلّے پر کھڑے ہو کر جب محبوبِ حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوا تو مجھ پر اِلَّا اللہ (اثبات) کی

حقیقت آشکار ہوئی کہ کائنات میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ موجود نہیں ہے۔ یہ سب کچھ مجھے اپنے مرشد کامل سے نصیب ہوا ہے اور میرا مرشد ہمیشہ میرا نگہبان اور محافظ ہے۔

❁ دل دریا خواجہ دیاں لہراں، گھمّن گھیر ہزاراں ھُو
رہن دلیلاں وچ فکر دے، بے حد بے شماراں ھُو
ہک پردیسی دوجا نیوں لگ گیا، ترِیا بے سمجھی دیاں ماراں ھُو
ہَسن کھیڈن سبھ بھُلیا باھُوؒ، جد عشق چنگھایاں دھاراں ھُو

دل سمندر سے زیادہ وسیع ہے اور اس میں معرفتِ الٰہی کی لہریں ہر وقت موجزن رہتی ہیں لیکن وہاں وساوس اور خناس کے بھنور بھی ہیں لیکن طالبانِ مولیٰ حق کی دلیلوں اور تفکر کے ذریعے ان بھنوروں سے نکلتے ہیں۔ ایک تو میں اس عالمِ فانی میں پردیسی ہوں' دوسرا حق تعالیٰ کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہوں اور تیسری پریشانی یہ ہے کہ راہِ عشق کے رسم و رواج سے ناواقف ہوں اور جب سے عشقِ حقیقی نے میرے دل کو گرفت میں لیا ہے میں نے دنیا کی رنگینیوں' خواہشات اور لذات سے منہ موڑ لیا ہے۔

❁ دِلے وِچ دِل جو آکھیں، سو دِل دُور دلیلوں ھُو
دِل دا دَور اَگُوہاں کرِیے، کثرت کنوں قلیلوں ھُو
قلب کمال جمالوں جسموں، جوہر جاہ جلیلوں ھُو
قبلہ قلب منّور ہویا باھُوؒ، خلوت خاص خلیلوں ھُو

تُو دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا دِل بیدار ہو چکا ہے لیکن یاد رکھ ابھی یہ مقام بہت دور ہے۔ اس کے لیے دل سے دنیا کی ہر شے کی محبت ختم کر کے صرف اللہ پاک کی محبت بسانی پڑتی ہے اور اپنے آپ کو عالمِ کثرت سے عالمِ وحدت کی طرف لے جا۔ قلب جسموں کے کمال اور جمال کا جوہر ہے اور ربّ جلیل کا گھر اور اس کے انوار و تجلیات کے نزول کی جگہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انوار و برکات نے میرے دل کو خلوت گاہ بنا لیا ہے جس سے میرا دل منور ہو کر حقیقت آشنا ہو گیا ہے۔

❁ نہیں فقیری جھلیاں مارن، ستیاں لوک جگاون ھُو
نہیں فقیری وہندیاں ندیاں، سُکیاں پار لنگھاون ھُو
نہیں فقیری وچ ہوا دے، مصلے پا ٹھیراون ھُو
نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، جیہڑے دل وچ دوست ٹکاون ھُو

فقیری یہ نہیں کہ اپنے آپ کو درویش ظاہر کرنے کے لئے گلیوں اور بازاروں میں رقص کیا جائے اور کسی کو خشک کپڑوں اور بدن کے ساتھ بہتی ندی کے پار لگا دینا بھی فقیری نہیں ہے اور نہ ہی ہوا میں مصلیٰ ٹھہرا کر نماز ادا کرنا فقیری ہے۔ درحقیقت اصل فقیر تو وہ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پنہاں محبوبِ حقیقی کو پا کر اس کو دل میں بسا لیتے ہیں۔

فقراء اور اولیاء کرام نے انسانوں کو اپنی ذات کی پہچان کا درس دیا ہے کیونکہ جب انسان اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے تو اسی راستہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہوتی ہے لیکن ایک بات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو دوسرے اولیاء کرام سے ممتاز کرتی ہے کہ دوسرے اولیاء کرام انسان کو روح، قلب، من، دِل، باطن، خودی اور ضمیر کی پہچان اور نورِ بصیرت حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہیں لیکن اس کی ''کلید'' کا ذکر نہیں کرتے جس سے باطن کے اندر کا سفر کیا جا سکے۔ لیکن حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے اپنی تمام تصانیف میں اس کلید اور اس کے فوائد، اسرار و رموز کا ذکر کیا ہے اور انسان کی روح، قلب، من، باطن، خودی اور ضمیر کا قفل کھولنے والی اور نورِ بصیرت حاصل کرنے والی وہ کلید ذکر و تصورِ ''اسم اللہ ذات'' ہے بشرطیکہ یہ کسی مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی اسمِ ذات سے حاصل ہوئی ہو۔ (نوٹ: یہ مضمون سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیفِ مبارکہ ''شمس الفقرا'' سے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

خیر کے لیے تشریف لے گئے۔ ان گھروں میں دعائے خیر کے ساتھ کثیر تعداد میں لوگوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی اور کثیر تعداد میں خواتین نے بھی اسمِ اَللّٰہُ ذات کا فیض حاصل کیا اور بہت سے لوگوں نے اپنی مشکلات پیش کر کے دعا بھی کروائی۔

آپ مدظلہ الاقدس جن پیر بھائیوں کے گھر تشریف لے گئے ان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ محمد اصغر علی سروری قادری صاحب

2۔ فوجی محمد منصب سروری قادری صاحب

3۔ محمد جعفر سروری قادری صاحب

4۔ محمد کاشف جاوید سروری قادری صاحب

5۔ محمد طارق سروری قادری صاحب

آخر میں بھائی محمد طارق سروری قادری کے گھر میں بھی خواتین بیعت ہوئیں اور آپ مدظلہ الاقدس نے رات کا کھانا تناول فرمایا اور اہلِ خانہ سے ملاقات کے بعد ساتھیوں کے ہمراہ لاہور کے لیے روانہ ہوئے اور رات نو (9) بجے لاہور میں اپنی رہائش گاہ پر پہنچے۔

☆☆☆

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

کا فروری - مارچ 2017ء میں تبلیغی دوروں کا شیڈول

19 فروری بروز اتوار	پاکپتن شہر
برائے رابطہ: غلام حیدر	0300-8865645
26 فروری بروز اتوار	فیصل آباد شہر
برائے رابطہ: ڈاکٹر محمد اصغر علی	0336-6593188
محمد مزمل الرحمٰن	0324-7734050
10،11،12 مارچ بروز جمعہ تا اتوار	بچیانہ منڈی تحصیل جڑانوالہ
برائے رابطہ: قدیر اقبال اعوان	0343-6862409
محمد رمضان	0342-7435932
23 تا 26 مارچ بروز جمعرات تا اتوار	جہانیاں، بہاولپور، احمد پور شرقیہ، اوچ شریف، خانپور، رحیم یار خان، صادق آباد

برائے رابطہ جہانیاں: پروفیسر محمد عرفان 0302-7779882 — برائے رابطہ احمد پور شرقیہ: محمد مدثر 0343-7199733

برائے رابطہ اوچ شریف: نعیم حسین 0302-6837503 — برائے رابطہ خانپور: محمد ارشاد 0300-6727227

برائے رابطہ رحیم یار خان: فوجی محمد نواز 0341-4113866 — برائے رابطہ صادق آباد: ڈاکٹر محمد شکیل 0302-7652618

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس سے ملاقات کے خواہشمند عقیدتمند وقت اور مقام کی تفصیل کے لیے مندرجہ بالا نمبروں پر رابطہ کریں یا مرکز سے معلومات حاصل کرنے کے لیے درجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کر سکتے ہیں:

محمد راشد 0345-4699975

مفتی محمد فاروق ضیاء 0333-4722422 — احسن علی 0321-4151910



سلطان العاشقین

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

کا محلّہ لیز پورہ غازی آباد لاہور کے تبلیغی دورہ کی

تصویری جھلکیاں مورخہ 25 دسمبر 2016





سلطان العاشقین

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

کا تبلیغی دورہ موضع میگہ تحصیل پتوکی ضلع قصور اور موضع گبہ فاضل
اور موضع مپا لکے تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ کی
تصویری جھلکیاں مورخہ 15 جنوری 2017ء بروز اتوار





کتاب : ابیاتِ باھُوؒ کامل

تحقیق، ترتیب و شرح: سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ب بنھ چلایا طرف زمین دے، عرشوں فرش ٹکایا ھُو
گھر تھیں مِلیا دیس نکالا، اساں لکھیا جھولی پایا ھُو
رہ نی دنیاں نہ کر جھیڑا، ساڈا اَگّے دل گھبرایا ھُو
اسیں پردیسی ساڈا وطن دوراڈھا، باھُوؒ دَم دَم غم سوایا ھُو

لغت:

بنھ چلایا	باندھ کر بھیجا	رہ نی دنیاں	ہمارا پیچھا چھوڑ دے دنیا
طرف زمین دے	زمین پر	نہ کر جھیڑا	جھگڑا نہ کر
ٹکایا	لا رکھا	ساڈا	ہمارا
گھر	مراد عالمِ لاھوت	اَگّے	پہلے ہی
تھیں	سے	اسیں	ہم
دیس نکالا	جلاوطنی	ساڈا	ہمارا
اساں	ہم نے	دوراڈھا	بہت دور
لکھیا	تقدیر میں جو لکھا تھا۔ نوشتۂ تقدیر	دَم دَم	ہر لمحہ
جھولی	دامن	سوایا	پہلے سے زیادہ

طالبِ مولیٰ کا اصل گھر تو عالمِ لاھوت ہے جہاں پر اُس نے دیدارِ الٰہی کے سوا دنیا اور عقبیٰ کو ٹھکرا دیا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو ہماری تقدیر ہے جس نے ہمیں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے اور ہمیں اپنے وطنِ ازلی' عالم لاھوت سے عالمِ خلق (ناسوت) میں لے آئی ہے۔ اے دنیا! ہمارا پیچھا چھوڑ دے اور ہمیں تنگ نہ کر ہمارا دل تو پہلے ہی فراقِ یار میں بے قرار اور بے چین ہے۔ ہم تو اس دنیا میں پردیسی ہیں۔ ہمارا وطن تو محبوبِ حقیقی کے پاس ہے جو بہت دور ہے اور اِس تک جانے والی راہ میں بہت سی مشکلات اور مصائب ہیں جسے ہم نے دنیا کی محبت دل سے نکال کر عشق سے طے کرنا ہے۔ اور ہر لمحہ یہ غم بڑھتا ہی جا رہا ہے۔